قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

ہفتہ 11؍ مارچ 2023ء | 18؍ شعبان 1444 ہجری قمری | 11؍ امان 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 60

فرمانِ رسولؐ

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدًا مِّنۡ نَّحۡلٍ اَفۡضَلَ مِنۡ اَدَبٍ حَسَنٍ

(ترمذی۔ کتاب البر و الصلۃ باب ما جاء فی ادب الولد حدیث 1952)

ترجمہ: اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

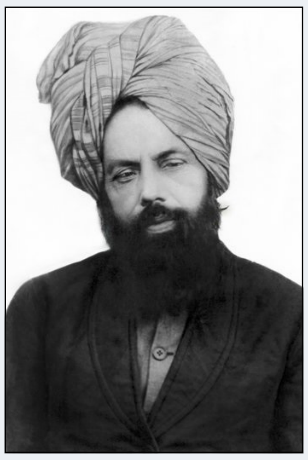

محبت میں اعتدال ضروری ہے

جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے۔

اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دُکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آ جاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آ سکتا ہے نہ باپ نہ ماں نہ کوئی اور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبّت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ (التغابن: 16) اولاد اور مال انسان کے لیے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو! اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مر چکی ہے زندہ کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہوگا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کریگا؟

پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سُپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 602-603 ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ ﴿۳۶﴾

(ابراہیم: 36)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

فرمان خلیفۂ وقت

اولاد کی خواہش بھی خادم دین کے لئے ہو

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ’’بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو‘‘۔ گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے ’’تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون؟‘‘ سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ’’اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔‘‘

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶﴾ (الاحقاف: 16) کہ میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلا شبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔ پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعاؤں میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14؍ جولائی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- تمہارے دم سے تھیں گھر میں ہمارے برکتیں بابا! (منظوم)
- میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا
- ائمۃ الکفر کے خلاف رسول اللہؐ کی بعض خاص دعائیں
- دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
- حاصل مطالعہ

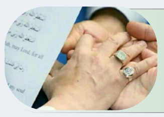

دربارِ خلافت

سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا بھی ایک واقعہ لکھا ہے کہ جب وہ 19۔ 20 سال کے تھے تو سیر کے لئے کشمیر گئے۔ وہاں ایک قسم کے اونی قالین بنائے جاتے ہیں جو خاص طور پر بڑے مشہور ہیں۔ وہ اُنہیں پسند آئے۔ کچھ عرصہ انہوں نے ٹھہرنا تھا، سیر کرنی تھی۔ اس لئے سیر کے لئے چلے گئے۔ انہوں نے جس شہر میں قالین دیکھے تھے وہاں قالین بنانے والے ایک شخص نے کہا کہ میں بہت اعلیٰ بناتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے مجھے تحفہ لے جانے کے لئے تین چار ایسے قالین بنا دو اور اُس کا سائز بتایا۔ کہتے ہیں جب میں واپس آیا تو جو سائز بتائے تھے اُن سے ہر قالین ہر طرف سے، چوڑائی میں بھی، لمبائی میں بھی چھوٹا تھا اور کافی فرق تھا۔ چھ چھ انچ، فُٹ فُٹ چھوٹا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ تمہیں میں نے یہ سائز بتایا تھا، یہ سامنے گواہ ہیں، ان کے سامنے بتایا تھا، اُس کے باوجود تم نے اس کے مطابق نہیں بنایا اور قیمت تم اتنی مانگ رہے ہو۔ تو بجائے اس کے کہ شرمندہ ہوتا، یہ کہتا کہ ٹھیک ہے قیمت کم کر دیں۔ کہنے لگا میں مسلمان ہوں اور بار بار یہی رَٹ لگائے جائے کہ میں مسلمان ہوں اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ تم نے ایسا بنایا ہے اور ویسا بنایا ہے۔

(ماخوذ از تقریر سیالکوٹ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 108-109)

تو اب جب بھی غلط کام ہو، مسلمان کہہ کر اُس کو جائز کرنا، یہ عام ہو گیا ہے اور پھر یہ پرانی بات نہیں ہے۔ مجھے بھی ایک شخص جو چاول کے کاروبار میں تھے، بتانے لگے کہ ہم پاکستانی اچھا باسمتی چاول جب باہر بھیجتے ہیں تو اُس میں دوسرا کم درجے کا لمبا چاول کس طرح شامل کرتے ہیں اور وہ طریق کار یہ ہے کہ ایک لوہے کا آٹھ نو انچ کا ٹین کا پائپ ہوتا ہے، اُس کو بیگ کے درمیان میں رکھتے ہیں اور اُس پائپ کے اندر کم درجے کا چاول بھرتے ہیں اور اس کے ارد گرد اعلیٰ کوالٹی کا چاول بھیجتے ہیں اور باہر سے جب وہ دیکھتے ہیں تو اعلیٰ کوالٹی ہوتی ہے، باسمتی چاول ہوتا ہے، اور کسی کو پتہ نہیں لگتا۔ جب پائپ اُس کے بعد نکال لیتے ہیں وہ مکس (Mix) ہو جاتا ہے، یہ بھی نہیں خیال ہوتا کہ اندر کوئی چیز پڑی ہے۔ چاول بہر حال چاول ہے۔ تو کاروباروں کی یہ حالت ہے۔ اسی وجہ سے ایک عرصہ پہلے سے ہندوستانی مارکیٹ نے چاول کی مارکیٹ پر قبضہ کر لیا ہے، حالانکہ ہندوستان کا چاول پاکستان سے کم کوالٹی کا ہے اور اب شاید کچھ ایکسپورٹر، کیونکہ احمدی بھی ایکسپورٹ کرتے ہیں، خود بہتر کوالٹی کا لے کر آتے ہوں تو لاتے ہوں۔ نہیں تو اس چور بازاری کی وجہ سے باہر کی مارکیٹ نے پاکستانی ایکسپورٹر سے چاول لینا ہی بند کر دیا ہے۔ ان کو اب پتہ لگ گیا ہے کہ اس طرح یہ دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ اس لئے اب ہندوستانی ایکسپورٹر جو ہے وہی چاول خریدتا ہے، اُس کی گریڈنگ (grading) کرتا ہے اور پھر آگے بھیجتا ہے اور یہ سوچتے ہی نہیں کہ کاروبار میں اس سے برکت بھی نہیں رہتی اور کاروبار بھی ختم ہو گیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خرید و فروخت کرنے والے سچ بولیں اور مال میں اگر کوئی عیب یا نقص ہے اُسے بیان کر دیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے سودے میں برکت دے گا اور اگر وہ دونوں جھوٹ سے کام لیں، خریدنے والا بھی اور بیچنے والا بھی اور کسی عیب کو چھپائیں گے یا ہیرا پھیری سے کام لیں گے تو اس سودے میں سے برکت نکل جائے گی۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا حدیث 2079)

پس اگر برکت حاصل کرنی ہے تو پھر امانت اور دیانت کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے اور یہ تقاضے پورے کرتے ہوئے کاروبار کرنا یہی ایک اچھے مسلمان کا شیوہ ہونا چاہئے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دینے کے لئے کچھ تولو تو جھکتا ہوا تولو۔ یعنی کہ اگر کچھ زیادہ بھی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب التجارات باب الرجحان فی الوزن حدیث 2222)

پس یہ تجارتی امانت کا معیار ہے جو ایک مسلمان کا ہونا چاہئے۔ اگر تاجر امانت دار ہو، صحیح طرح کاروبار کرنے والا ہو تو پھر جو اُس کا مقام ہے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ کتنا بڑا مقام ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے۔

(سنن الترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی التجار وتسمیۃ النبی ﷺ ایاھم حدیث نمبر 1209)

(خطبہ جمعہ 2/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تمہارے دم سے تھیں گھر میں ہمارے برکتیں بابا!

ہمیشہ پیار کی تم نے مجھے دیں دولتیں بابا!
جبیں پر میری کندہ ہیں تمہاری الفتیں بابا!

بھلا پائیں گے ہم کیسے تمہاری محنتیں بابا!
ہمیں ساری کی ساری یاد ہیں وہ کلفتیں بابا!

تمہاری روز و شب کی محنتوں سے یہ ہوا ممکن
ملی ہیں کیسی کیسی اِس جہاں میں راحتیں بابا!

دیے اولاد کو اپنے سنہرے دن جوانی کے
لکھیں تم نے مقدر میں ہمارے رفعتیں بابا!

بھرا رہتا تھا خوشیوں سے سدا آنگن ہمارا تب
تمہارے دم سے تھیں گھر میں ہمارے برکتیں بابا!

تمہارے نام سے پہچان دنیا میں ہماری ہے
کبھی بھی ختم یہ ہوں گی نہ تم سے نسبتیں بابا!

تری اک مسکراہٹ پر کرے صدقے، تری بشریٰ
ملی ہیں اِس کو جو بھی دولتیں اور شہرتیں بابا!

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا

جماعتی میٹنگز و اجلاسات میں شمولیت کی اہمیت و برکات

قسط 2

اراکین کومیٹنگز میں شامل ہونے کی ضروری تاکید

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 13؍دسمبر 2009ء کو بیلجیم کی نیشنل مجلس عاملہ کے اجلاس میں فرمایا۔

”ہرمہینہ عاملہ کی میٹنگ ہونی چاہئے عاملہ کے جوسیکرٹریان باوجود یاددہانیوں کے اجلاس میں شامل نہیں ہوتے ان کے نام مرکز کوبھجوائیں تاکہ ان کوہٹایاجائے۔“

پھر فرمایا: ”میٹنگ ضرور ہونی چاہئے اور پھر جوغیر حاضر ہوں ان کی رپورٹ ضرور آنی چاہئے۔“

(الفضل انٹرنیشنل لندن 8تا14؍جنوری 2010ء صفحہ 8)

اسی دورہ کے دوران لجنہ اماء اللہ جرمنی کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 18؍دسمبر 2009ء میں حضورانور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ بعض ایسی ہیں جو پندرہ سال سے اوپر ہیں لیکن وہ میٹنگز، اجلاسات میں نہیں آتیں اورمرکز سے ان کارابطہ بھی نہیں ہے۔اس پر حضورنے فرمایا:

”ان کے نام مجھے لکھ کربھجیں تا کہ ان کو وقف نو سے فارغ کیا جا سکے۔“

(الفضل انٹرنیشنل لندن 29؍جنوری 2010ء صفحہ 10)

میٹنگز میں جائزہ لیں

اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آمدن، نشستن، برخواستن یعنی آئے، میٹنگ میں بیٹھے، بڑی بڑی اسکیمیں بنائیں اوراُٹھ کر چلے گئے، کے رجحان کوختم کریں۔اپنے کاموں کی اورمیٹنگز میں طے پانے والے اموری تعمیل کاباقاعدہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔“

(سبیل الرشاد جلد 4)

بلکہ ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا ”آپ علیہ السلام ہم سے بیعت لینے کے بعد ہمارا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں جلسوں کا مقصد بھی یہی معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔پس اس بات کو ہراحمدی کوسامنے رکھنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 7؍ اکتوبر 2016ء)

اجلاسات،اجتماعات ومیٹنگز کے دیگر فوائد

صحبت صالحین کااوپر ذکر ہوچکاہے ان کے صدق واستقلال کو دیکھ کر اپنی کمزوریوں کودور کرنے کاموقع ملتاہے۔نمازوں کی ادائیگی باجماعت ہوجاتی ہے صف بندی، وقت کی پابندی، امیروغریب کی تفریق، نظم وضبط، علم سیکھنے اوربڑھانے کے ذریعہ کے علاوہ یہ محافل پاک تبدیلیوں کاموجب بنتی ہیں۔خلاصۃً یہ کہ یہ اجلاسات روحانی اورجسمانی بیماریوں کاعلاج ہیں، دین ودنیاسنورجاتی ہے۔ایک موقع پر ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی ماؤں کومخاطب ہوکرفرمایا کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے بچے اچھے نمبروں میں پاس ہوں تو انہیں خدمت دین کرنے اوراجلاسات میں بھجوایاکریں۔“

روحانی تجارت،روحانی ہجرت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روحانی تجارت اور روحانی ہجرت کا ذکر فرمایا ہے۔اگر اس مضمون پر غور کریں تو یہ ہمیں جماعتی کاموں اور جماعتی میٹنگز میں شمولیت کی طرف دعوت دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت دی، صلاحیتیں بخشیں، استعدادیں عطاکیں، وقت دیااورسوچ کے لئے عقل عنایت کی اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، دوسرے جانوروں اور چرند پرند سے ممتاز کیا۔بولنے کی قوت اورصلاحیت عطاکی ان تمام خدادادقوتوں اورصلاحیتوں،سوچوں کادرست اور صحیح استعمال اللہ کے دین کی خدمت ہی ہے۔اس خدائے واحد ویگانہ کی عبادت میں شامل ہے۔

جس وقت خلیفۃ المسیح یاان کے کسی نمائندہ کی طرف سے خدمت دین کے لئے بلایاجائے۔کسی میٹنگ میں شمولیت کے لئے کہاجائے توسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہوئے بھاگتے ہوئے اس میں شامل ہوں۔یہی وہ روحانی تجارت ہے۔جوانسان اپنے مالکِ حقیقی اوررب سے کرتاہےاوراس کے منافع سے نہ صرف خودمستفیض ہوتاہے بلکہ اس کی وفات کے بعد اس کی نسلیں بھی اس کے منافع سے حصہ لیتی رہتی ہیں اوریہی وہ روحانی ہجرت ہے۔جواپنے مقام سے اس میٹنگ کے مقام تک اللہ کی خاطر کی جاتی ہے۔جس کے قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں،فضل اورانعامات کی بارش ہوتی ہے۔

یہی وہ لطیف مضمون ہے جس کوحضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں بیان فرمایاہے۔

؏ سب کچھ تیری عطاہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

ایک اورموقع پر فرماتے ہیں:

”عزیزو!یہ دین کے لئے اوردین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔اس وقت کوغنیمت سمجھوکہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

”اپنے مقصد پیدائش کوسمجھے اورایک خداکے آگے جھکنے اوراس کی عبادت کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی انسان کو دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔اس کے جسمانی اعضاء اور طاقتیں بھی اور اس کی ذہنی صلاحیتیں بھی ایسی رکھی ہیں جو اسے دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہیں۔پس یہ انسان کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب وہ اپنی صلاحیتوں، اپنی ذہنی اور جسمانی طاقتوں کو دیکھے اور ان ایجادات اورسہولیات کی طرف دیکھے جوان صلاحیتوں کی وجہ سے اسے ملیں تو بجائے خدا سے دور لے جانے کے اسے خدا کے قریب کرنے والی بنیں اور وہ اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے کے قابل ہو سکے۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 178-179)

زندگی،عمراور رزق بڑھانے کا ذریعہ

خدمت دین سے انسان کی جہاں زندگی اورعمر میں برکت پڑتی ہے۔وہاں اموال بھی بڑھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کومخاطب ہوکر فرمایا۔تمہیں کیاعلم کہ اس(بیٹے)کی خدمت دین کی وجہ سےتمہیں رزق مل رہاہے۔

جوشخص نفع رساں وجود ہوتا ہے۔انسانیت کے لئے کام کرتا ہے اوردین کی خدمت میں لگارہتاہےوہ یَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ یعنی اس کا نام رہتی دنیا تک یاد گار رہتا۔

دین کی خاطر وقت دینے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا

اور یہی وہ خدمت دین کرنے والے انصارہیں۔جن کے لئے دعاکابے پناہ جوش حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں تھا۔آپؑ فرماتے ہیں:

”جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اورجسے دیکھ کرمیں دعاکے لئے اپنے اندر تحریک پاتاہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کومعلوم کرلوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کاوجود خداکے لئے،خدا کے رسولؐ کے لئے،خداکی کتاب کے لئے اورخداکے بندوں کے لئے نافع ہے۔ایسے شخص کوجودردوالم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتاہے۔“

پھرفرمایا:

”ہمارے دوستوں کوچاہئے کہ اپنے اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔جس رنگ اورطرز کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔“

پھر فرمایا:

”میں سچ سچ کہتاہوں کہ خداتعالیٰ کے نزدیک قدرومنزلت اسی شخص کی ہے جودین کاخادم اورنافع الناس ہو۔ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مرجاویں۔“

اس کے بعدحضرت مولانا عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں:

”مجھے اس پرکسی حاشیہ اورتفسیر کی ضرورت نہیں۔حضرت کوجوچیز سب سے زیادہ محبوب تھی اورجوروح آپ اپنی جماعت میں پیدا کرناچاہتے تھے وہ خدمت دین کاجوش تھا۔“

میٹنگز اوراجلاسات میں شمولیت کی ایک برکت طاقت وقوت اوراتحاد کابھی مظاہرہ ہوتاہے۔جماعت کے کاموں کی خاطر خدام کوخدمت دین میں منہمک دیکھ کر دشمن پر ایک رعب اوردبدبہ طاری رہتاہے بلکہ جماعت پرحملہ کرنے سے قبل 100 بارسوچتا ہے۔

انصاراللہ کے دستوراساسی کے مطابق ”ہرمجلس کم ازکم ماہانہ اجلاس منعقدکرنے کی پابندی ہے۔“

حضرت مصلح موعودؓ نے جب ذیلی تنظیمیں بنائی تھیں۔اس وقت خدمت

کے لئے کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ کا مطالبہ کیا تھا اور ہماری انصار اللہ کی شوریٰ میں بھی کئی بار یہ سفارش بنی کہ ہر ناصر کم از کم آدھ گھنٹہ ضرور خدمت دین کے لئے روزانہ صرف کرے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک معرکہ آراء خطاب کے آخر پر احباب جماعت کو ان الفاظ میں بلایا ہے۔

’’اَب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو! ہاں تم کو! ہاں تم کو! خدا تعالیٰ نے پھر اِس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اِس نوبت کو اِس زور سے بجاؤ کہ دُنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اِس زمین پر قائم ہو جائے۔ اِسی غرض کیلئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اِسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمدؐ رسول اللہ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمدؐ رسول اللہ کو دینا ہے اور محمدؐ رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے، میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دُنیا میں بھی عزّت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔‘‘

(سیر روحانی تقریر جلسہ سالانہ 1953ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

’’خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ تبلیغ اسلام کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا، اس کو بجھنے نہیں دینا، تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال و الاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 12؍ اگست 1983ء)

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لکھا کہ حضور! آپ پر مری جان قربان۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا ’’اگر آپ اپنے کام سے وقت نکال کر جماعت کے کام میں صرف کریں گے تو پھر جان بھی قربان سمجھی جائے گی ورنہ اگر وقت نہیں تو جان کیسے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 23؍ نومبر 1993ء)

- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ نیوزی لینڈ سے مخاطب ہو کر جماعتی خدمات کی یوں ترغیب دلائی:

’’حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے جو کام نہ کر سکیں۔ تربیت نہ کرنے کی وجہ سے سستیاں پیدا ہوئی ہیں اور اسی وجہ سے کمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اگر تربیت کی ہوتی اور فیملیوں کو سنبھالا ہوتا تو فیملیاں نہ بگڑتیں۔ کوئی سُنّی سے بیاہی ہوئی ہے تو کسی کا رشتہ لاہوریوں میں ہوا ہے، کسی نے ہندو سے شادی کر لی ہے۔ حضور انور نے فرمایا خدا نے آپ کو جو نعمت دی ہے اس کو کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ احمدیت تو ان شاءاللہ پھیلے گی۔ نئے آئیں گے اور مضبوط ہو جائیں گے۔ آپ لوگ اپنی نسلوں کی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے ضائع ہو جائیں گے اس لئے ہوش کریں۔ اب باتیں چھوڑیں اور کام کرنے کی سکیم بنائیں اور Active ہو کر کام کریں۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد یہ کام کیا ہے کہ ہم پیغام پہنچائیں۔ کوشش کرنا ہمارا کام ہے باقی نتیجہ پیدا کرنا خدا کا کام ہے۔ آپ کی کوشش میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔‘‘

(سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 150-151)

(ابوسعید)

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

دعوت کے آداب

قسط 12

پارٹیاں اور دعوتی جلسے ہماری معاشرت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ محلہ داری کا بھی یہ اہم فریضہ ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً دعوتوں کے سامان پیدا کرے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسے محبت بڑھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ دعوتی جلسوں کا قیام اسلامی تمدن پر گہرا اثر ڈالتا اور معاشرہ کی بھی احسن رنگ میں تکمیل ہوتی ہے۔ اس لئے دین نے دعوتوں اور تقاریب کے لئے بھی آداب سکھائے تا کہ انسان ان آداب پر عمل پیرا ہو کر اپنی دعوتوں کو حقیقی رنگ میں خوشیوں کی تقاریب بنا سکے۔ دعوتوں کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

جب کوئی شخص دعوت پر بلائے تو اس کی دعوت کو قبول کرنا چاہیے کیونکہ دعوت کا قبول کرنا انسان کی باہمی محبت کی علامت ہے اور آپس میں پیار کے اظہار کی نشانی ہے۔ بن بلائے دعوت میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ دعوت کے لغوی معنی ہی بلانے اور پکارنے کے ہیں۔ اگر کوئی شخص دعوت پر جاتے ہوئے ساتھ ہو لے تو پھر صاحب خانہ سے اس کے لئے اجازت طلب کی جائے۔ دعوت کے لئے وقت پر جانا چاہئے۔ پہلے جا کر بیٹھنا نامناسب ہے کیونکہ اہل خانہ کو اس سے پریشانی اُٹھانی پڑتی ہے۔ وہ آپ کو اپنی پوری توجہ اور وقت نہیں دے سکتا اور بجائے محبت بڑھنے کے مغائرت کا احساس دلوں پر غالب آنے لگتا ہے۔ قرآنی حکم کے مطابق کہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو سلام کہو۔ سلام کرنا چاہئے اور مصافحہ کرنا چاہئے۔ سلام کہنا بہت بڑی نیکی ہے اور پاکیزہ دعا ہے۔ اور اخوّت دینی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ دعوتوں اور تقاریب میں آپس میں سلام اور مصافحہ کو رواج دیا جائے۔

ہاتھ دھو کر اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا جائے اور کھاتے وقت صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ کھانے میں نقص نہ نکالے جائیں اور نہ ہی مذمت کی جائے۔ رسول کریم ﷺ دستر خوان پر جو کھانا آتا اگر ناپسند ہوتا تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے لیکن اس کو بُرا نہ کہتے۔ مُنہ میں لقمہ ہو تو باتیں نہیں کرنی چاہئے۔ کھانے کی میز پر اگر بزرگ بیٹھے ہوں تو کھانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ جب تک وہ کھانا شروع نہ کریں باقیوں کو کھانا شروع نہیں کرنا چاہئے۔ جب کوئی شخص کھانے کی دعوت دے اور پھر خود کسی کام میں مشغول ہو جائے تو بُرا نہیں منانا چاہئے کہ وہ ہمارے پاس کیوں آکر نہیں بیٹھا۔ ایک میز سے، ایک دستر خوان سے کھانا دوسرے دستر خوان یا میز تک اُٹھا کر نہیں دینا چاہئے۔ کھانا آنے پر بے صبری، جلدی بازی اور حرص کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ بڑے وقار کے ساتھ مہذبانہ طریق سے کھانا کھانا چاہئے۔ اور نہ ہی کھاتے وقت منہ سے آوازیں نکالنی چاہئیں۔ کیونکہ اس سے دوسرے شخص کو کوفت ہوتی ہے۔ جب کسی دعوت میں جائیں تو اپنے نزدیک اور سامنے کے کھانے سے حصہ لینا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ جو سالن سامنے ہوتا اُسی میں ہاتھ ڈالتے اِدھر اُدھر ہاتھ نہ بڑھاتے تھے اور اس سے اوروں کو بھی منع فرماتے تھے۔ اور فرماتے کُل مِمَّا يَلِيكَ کہ تیرے سامنے ہے اُسے کھا۔ دعوت میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جس سے دوسروں کو گھن آئے۔ آنحضرت ﷺ ڈکار کو ناپسند فرماتے تھے کہ اتنا زیادہ کیوں کھاتے ہو۔ دعوتوں میں کھانے کو ضائع نہ کریں اپنی پلیٹ میں اتنا ہی ڈالیں جتنی آپ کو کھانے کی چاہت ہے اور پھر اپنی پلیٹ کو صاف کریں اس میں کھانا نہ بچائیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمدللہ پڑھنی چاہئے اور صاحب خانہ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دیر تک وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ صاحب خانہ سے اجازت لے کر جلد واپس چلے جانا چاہئے۔ صاحب خانہ جھجک کی وجہ سے تم سے واپس چلے جانے کا نہیں کہتا۔ امیر لوگ جب دعوت کریں تو انہیں غریب شخص کو بھی دعوت میں لازماً بلانا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے تھے سب سے بدترین دعوت وہ ہے جس میں امیر لوگوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ (بخاری) اگر کوئی غریب شخص دعوت کرے اور وہ امراء کو بلائے تو امراء پر لازم ہے کہ وہ اس کی دعوت میں شریک ہوں۔ اگر وہ امیر، غریب کی غربت کی وجہ سے دعوت کو رد کر دے تو ایسا شخص خدا اور اس کے رسول کا نافرمان شمار ہو گا۔ دعوتوں میں اپنے ہمسایوں کو بھی ضرور بلانا چاہئے۔ انہیں اپنی خوشیوں میں ضرور شریک کرنا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قرابت نوازی، حسن خلق اور خوشگوار ہمسائیگی سے بستیاں آباد ہوتی ہیں اور عمریں دراز ہوتی ہیں۔ (کنز العمال) دعوتوں میں تکلف اور اسراف سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کیونکہ اسراف کرنا شیخی ہے۔

پس دعوتیں اللہ تعالیٰ کی برکتوں کی سبیل ہیں۔ اپنی جسمانی صحت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ روحانی صحت کا خاص خیال رکھیں۔ حرام اور منہیات سے بچتے ہوئے ہمیشہ حلال و طیّب غذاؤں کا استعمال کریں تا اخلاق بھی پاکیزہ ہو جائیں۔

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

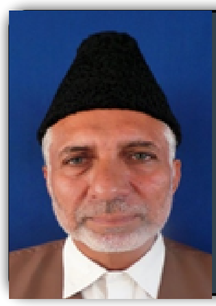

ائمۃ الکفر کے خلاف رسول اللہؐ کی بعض خاص دعائیں

وہ بدقسمت جنہوں نے رحمت عالم کی دعاؤں کی بجائے بددعائیں لیں

آنحضرت ﷺ کو غالب آنے کے لئے جو ہتھیار اپنے رب کی طرف سے عطا کئے گئے ان میں سے سب سے قوی اور عظیم ہتھیار دعا کا ہتھیار تھا۔ انہی دعاؤں کے ذریعہ آپ نے دنیا کے دل بدلے۔ ہر مخالف کو مغلوب کیا اور ایک ایسا انقلاب عظیم برپا کیا جس کی نظیر اس خاکدان عالم پر نہیں ملتی۔

آپ نے اپنوں کے لئے بھی دعائیں کیں اور غیروں کے لئے بھی۔ دوستوں کے لئے بھی دعائیں کیں اور دشمنوں کے لئے بھی۔ ظالموں کے لئے بھی دعائیں کیں اور مظلوموں کے لئے بھی اور ان دعاؤں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی تھے جو ظلم وسفاکی میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ انہوں نے ضمیر انسانی کا گلا گھونٹ دیا۔ بے گناہ اور معصوم انسانوں کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے ہدایت کے سارے دروازے اپنے اوپر بند کر لئے اور ہزاروں انسانوں کو ہدایت سے روکنے کا موجب بن گئے۔ تب آنحضرت ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کے لئے بددعا کی۔ چنانچہ ان ظالموں کی ہلاکت دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بن گئی اور ہدایت کے دروازے ان پر کھل گئے۔ تاہم آنحضرت ﷺ کی بھرپور زندگی میں سے خدائی حکم کی تعمیل میں گزرنے والے ان چند لمحوں کو چھوڑ کر آنحضور ﷺ کی ساری زندگی عفو سے عبارت تھی اور آپ کی رحمت کا پہلو ہی بہت نمایاں اور غالب دکھائی دیتا ہے۔ اب میں اس کی چند مثالیں بیان کرتا ہوں۔

مکہ میں حضرت اقدس نبی اکرم ﷺ اور آپکے صحابہ کو بے انتہا دکھوں کا نشانہ بنایا گیا۔ کون سا ظلم تھا جو نہ توڑا گیا۔ کون سا درد تھا جس کی چکی سے آپ جبراً نہ گزارے گئے۔ کون سی تکلیف تھی جو روا نہ رکھی گئی ہو۔ لیکن آپ کامل صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہے اور ان کے لئے اپنے رب سے ہدایت طلب کرتے رہے۔ مگر ائمۃ التکفیر نے اپنے لئے ہدایت کی راہ اختیار نہ کی۔ وہ وحشت و بربریت میں بڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ وہ وقت آن پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے خلاف بددعا کی اجازت دی گئی اور آپ نے نام لے لے کر ان سے نجات پانے کے لئے بددعا کی۔

ائمۃ الکفر کے نام

چنانچہ صحیح بخاری میں اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے اور چند رؤسائے مکہ آپ کے گرد کھڑے تھے۔ ابوجہل ان لوگوں کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کو کوئی نئی اذیت پہنچانے کے لئے مشورہ کرنے لگا۔ چنانچہ طے پایا کہ مکہ کے باہر جو اونٹنی ذبح کی گئی تھی اس کی اوجھڑی لائی جائے اور رسول اللہ پر ڈال دی جائے۔ عقبہ بن ابی معیط کو اس کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ چنانچہ وہ اوجھڑی لے کر واپس آیا اور جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں گئے تو ان ظالموں نے وہ اوجھڑی رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر رکھ دی اس کے بوجھ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سجدہ سے سر نہ اٹھا سکتے تھے اور کافی دیر تک اسی تکلیف میں مبتلا رہے۔ اتنی دیر میں حضرت فاطمہؓ کو اس کی اطلاع ملی وہ دوڑی ہوئی آئیں معلوم نہیں کس طرح اور کس کی مدد سے اوجھڑی رسول اللہ کی پشت سے ہٹائی اس وقت بے اختیار ان کی زبان سے ان ظالموں کے لئے بددعائیں نکل رہی تھیں۔ یہ وہ ظلم کی انتہا تھی جو جان لیوا تھی اور عبادت الٰہی میں روک اور تکلیف کا موجب تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے رسول اللہ ﷺ نے ان رؤسائے قریش کے خلاف بددعا کی۔ آپ نے عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَیْشٍ (بخاری کتاب الانبیاء باب مالقی النبی واصحابہ من المشرکین بمکۃ حدیث نمبر 3854) یعنی اے اللہ! قریش کے ان سرداروں پر گرفت فرما اور پھر آپ نے ان کے نام لئے جو یہ تھے۔ ابوجہل، عتبہ بن ربیعۃ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تین دفعہ یہ الفاظ ادا کئے۔ اللّٰھم علیك بقریش۔ اللّٰھم علیك بقریش۔ اللّٰھم علیك بقریش۔ (بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین حدیث نمبر 2934) اور پھر نام لئے۔ یعنی اے اللہ! قریش کے ان رؤسا کو ہلاک کر، ہلاک کر، ہلاک کر۔ درد دل سے نکلی ہوئی یہ آہ بدر کے دن قبولیت کا پھل لے کر آئی اور تمام جہان کے لئے عبرت کا نشان بن گئی۔ چنانچہ بدر کی جنگ میں قریش مکہ پر جو عظیم قیامت ٹوٹی اس نے مکہ کے گھر گھر میں ماتم برپا کر دیا قریش کے مقتولین میں یہ لوگ بھی شامل تھے جن کو نام بنام رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی عدالت میں سزا کے لئے پیش کیا تھا اور اللہ نے آپکو اس کی قبولیت کی بشارت بھی دی تھی۔

جب آپ نے بدر کے میدان میں لشکر کفار کو دیکھا تو صحابہ سے فرمایا کہ آج مکہ نے اپنے جگر گوشے تمہارے سامنے نکال کر پھینک دیئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد دوم صفحہ 269) پھر آپ دعا کے لئے اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ بڑے درد و الحاح سے دعا کی دعا کے بعد آپ خیمہ سے باہر آئے۔ میدان جنگ کا معائنہ فرمایا۔ مختلف جگہوں پر نشان لگائے اور فرمایا: یہاں پر فلاں کافر سردار مرا پڑا ہوگا اور اس جگہ فلاں کافر سردار کی لاش ہوگی اور اس جگہ فلاں کافر سردار کا جثہ ہوگا۔

صحابہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے مکہ میں جس جس کے لئے بددعا کی تھی اور جنگ سے پہلے جس جس جگہ نشان لگائے تھے خدا کی قسم انہی جگہوں پر ان کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور دن چونکہ سخت گرم تھا اس لئے ان کی لاشوں کے حلیے بگڑ گئے تھے امیہ بن خلف تو بھاری بھرکم تھا اس کی لاش ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔
(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ بدر حدیث نمبر 83 و مسند احمد حدیث نمبر 3775-3962)

ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جنگ سے پہلے یوں دعا کی کہ اے میرے اللہ! یہ قریش تکبر اور غرور کے نشہ میں مست آئے ہیں یہ تیری مخالفت کرتے ہیں۔ اے میرے اللہ! اب میری وہ مدد فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور آج کی صبح ان کی ہلاکت کے سامان فرما۔
(سیرۃ ابن ہشام جلد 2 صفحہ 273)

یہی وہ دردمندانہ دعائیں تھیں جنہوں نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا اور وہ جو سب سے آگے بڑھا ہوا تھا یعنی ابوجہل اس کا انجام سب سے عبرتناک ہوا۔ وہ دو نوعمر لڑکوں حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہوئی۔ جنگ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میدان جنگ کا جائزہ لے رہے تھے کہ ابوجہل پر نظر پڑی وہ آخری سانس لے رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا تیری کوئی آخری خواہش؟ اس نے کہا میری گردن لمبی کر کے کاٹنا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس کی چھاتی پر پاؤں رکھا اور داڑھی پکڑ کر سر کے پاس سے اس کی گردن کاٹ لی۔ اس طرح اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔
(سیرۃ ابن ہشام جلد 2 صفحہ 288)

تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ دوران جنگ رسول اللہ ﷺ نے ریت اور کنکر کی ایک مٹھی اٹھائی اور اسے کفار کی طرف پھینکا اور جوش کے ساتھ فرمایا۔ شاھت الوجوہ! دشمنوں کے منہ بگڑ جائیں۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد 2 صفحہ 280) یہ مٹھی بھر ریت اور کنکر ایک تند و تیز آندھی میں ڈھل گئے اور کفار کا غرور خاک میں مل گیا اور مکہ میں صف ماتم بچھ گئی اور گھر گھر سے بین کی آوازیں آنے لگیں۔ کتنی سچائی ہے آنحضرت ﷺ کے کلام میں کہ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (بخاری کتاب الزکوۃ اخذ الصدقۃ من الاغنیاء حدیث نمبر 1496) مظلوم کی بددعا سے بچو۔ کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی روک حائل نہیں ہے۔

ایک ماہ مسلسل بددعا

ایک اور موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے بعض قبائل کے خلاف پورا ایک ماہ نماز میں رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد مسلسل بددعا کی۔ یہ واقعہ بئر معونہ کے نام سے مشہور ہے۔ جنگ احد کے بعد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے جو منصوبے بنائے گئے۔ ان میں یہ واقعہ زبردست اہمیت رکھتا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ قبائل رعل اور ذکوان وغیرہ (جو مشہور قبیلہ بنی سلیم کی شاخ تھے) کے چند لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کر کے درخواست کی کہ ہماری قوم میں سے جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں ان کے خلاف ہماری امداد کے لئے چند آدمی روانہ کئے جائیں۔ مراد غالباً یہ تھی کہ ہمیں دین سکھائیں اور ہمیں منظم کریں۔

آنحضرت ﷺ نے صفر 4/ ہجری میں منذر بن عمروؓ انصاری کی امارت میں صحابہ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی یہ لوگ عموماً انصار تھے اور تعداد میں ستر تھے اور قریباً سارے کے سارے قاری یعنی قرآن خوان تھے۔ یہ لوگ دن کے وقت جنگل کی لکڑیاں جمع کر کے ان کی قیمت پر گزارا کرتے اور رات کا بہت سا حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔ جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جو ایک کنویں کی وجہ سے بئر معونہ کے نام سے مشہور تھا تو ظالموں نے دھوکے سے اس قلیل اور بے بس جماعت پر حملہ کر دیا

مسلمانوں نے جب ان وحشی درندوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو انہیں بتایا کہ ہم ہرگز تم سے لڑنے کے لئے نہیں آئے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور ایک ایک کرکے ظالمانہ طور پر سب کو شہید کر دیا۔حفاظ قرآن، نمازی اور تہجد گزار مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ کا نام لینے والے اور پھر غریب مفلس جن کو ان ظالموں نے دین سیکھنے کے بہانے اپنے علاقہ میں بلایا اور جب مہمان کی حیثیت سے ان کے وطن میں پہنچے تو ان کو نہایت بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کر دیا۔آنحضرت ﷺ کو ان معصوم لوگوں پر ظلم و ستم کا انتہائی دکھ پہنچا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اس خبر کے آنے کی تاریخ سے برابر تیس دن تک ہر روز صبح کی نماز کے قیام میں یا رکوع کے بعد کھڑے ہو کر نہایت گریہ وزاری کے ساتھ قبائل رعل ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کا نام لے لے کر بددعا کی۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع حدیث نمبر 4086-4088)

اس قسم کا واقعہ غالباً رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا منفرد واقعہ ہے۔ان بے گناہ صحابہ کی المناک شہادت پر آپ کا دل اس درد سے تڑپا ہے کہ بے اختیار درد ناک دعاؤں میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔یہ درد اپنے لئے نہیں تھا ان مبلغین کے لئے تھا جو سب کچھ قربان کرکے آپ کے در پر دھونی رما کر بیٹھ گئے تھے۔تبلیغ حق کو روکنے کی یہ کوشش اللہ کے غضب کو بھڑکاتی چلی گئی۔

جنگ احزاب میں آنحضرتؐ کی بددعا

آنحضرت ﷺ کی بددعا کا تیسرا تاریخی واقعہ جنگ احزاب سے تعلق رکھتا ہے۔سارا عرب متحدہ قوت کے ساتھ مدینہ پر پل پڑا۔محاصرہ کی کیفیت طول پکڑ گئی۔مٹھی بھر مسلمان خندق کی حفاظت کے لئے دیوانہ وار دوڑتے پھر رہے تھے۔ایک دن محاصرین نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ ایک ہی وقت میں مختلف دستوں میں تقسیم ہو کر مختلف موقعوں پر زور ڈال دیتے اور پھر ایک جگہ سے ہٹ کر یکلخت دوسری جگہ پر جا کودتے اور بالآخر اپنی طاقت کو جمع کرکے کمزور ترین مقام پر حملہ آور ہوتے اور خندق کو عبور کرنے کی کوشش کرتے۔یہ حالت سارا دن جاری رہی۔مسلمانوں کی قوت بہت قلیل تھی۔اس لئے سارا دن مسلسل طور پر مصروف رہنا پڑا۔اس دن کے مقابلہ کی سختی اور مسلسل مصروفیت کی وجہ سے مسلمان اپنی نمازیں بھی ادا نہ کر سکے۔چنانچہ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا اور دشمن کا بیشتر حصہ آرام کرنے کے لئے اپنے کیمپ کی طرف لوٹ گیا۔اس وقت صحابہ نے جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں دن کی نمازیں پڑھیں۔اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کفار پر لعنت بھیجتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ہمیں نمازوں سے روکا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو جہنم کی آگ سے بھر دے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ یہ ہیں۔مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا،كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الخندق)

بعض روایات میں صرف عصر اور بعض میں ظہر و عصر کے بے وقت ہو جانے کا ذکر ہے لیکن یہ بات بالبداہت ثابت ہوتی ہے کہ عبادت پر حملہ رسول اللہ کسی صورت برداشت نہ کر سکتے تھے۔آپ نے کفار کے خلاف اس لئے بد دعا نہیں کی کہ وہ آپ کو قبول نہیں کرتے یا جنگ کرتے ہیں بلکہ صرف اس لئے کہ شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ کی بروقت ادائیگی سے محروم کیا ہے۔

انہی تکلیف دہ ایام میں آپ نے یہ بد دعا بھی کی ہے۔اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ،سَرِيعَ الْحِسَابِ،اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ،اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ...
(بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین حدیث نمبر 2934) یعنی اے اللہ! جس نے مجھ پر قرآن نازل کیا ہے جو بہت جلدی اپنے بندوں سے حساب لے سکتا ہے۔یہ گروہ جو جمع ہو کر آئے ہیں ان کو شکست دے اے اللہ! ان کو ناکام و نامراد کر۔اے اللہ! ان کو اچھی طرح ہلا دے۔

یہ دعا اس طرح بھی آئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ،وَمُجْرِيَ السَّحَابِ،وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ،اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ (بخاری کتاب الجہاد باب لاتمنوا لقاء العدو حدیث نمبر 3024) یعنی اے اللہ! جس نے قرآن نازل کیا ہے اے وہ ذات جو بادلوں کو چلاتی ہے! اے وہ وجود جو لشکروں کو شکست دیتا ہے! تو کفار کے اس لشکر کو بھی زیروزبر کر دے اور ہمیں ان پر فتح و نصرت عطا کر۔

چنانچہ انہی دعاؤں کے نتیجہ میں وہ آندھی اٹھی جو نمونہ قیامت بن کر آئی اور کفار کے لشکر میں کھلبلی مچادی۔آگ کے الاؤ بجھ گئے جو ان کے نزدیک نحوست کی علامت تھی اور مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا ایک اور نمونہ دیکھا۔

شدید ظالموں کے خلاف بد دعا

وہ کفار جو ظلم کی حد کر دیتے تھے۔ان کے خلاف آنحضرت ﷺ نے بد دعا کی حضرت سلمہ بن ہشامؓ، حضرت ولید بن ولیدؓ، حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ ایمان لے آئے تو قریش نے انہیں ہجرت کرکے مدینہ جانے کی اجازت نہ دی اور قید کر دیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان مظلوموں کے حق میں دعا کی اور ظالموں کے خلاف بد دعا کی۔حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین حدیث نمبر 2932)

یعنی اے اللہ! سلمہ بن ہشام ولید بن ولید اور عیاش بن ابی ربیعہ کو کفار کی قید سے نجات عطا فرما۔اے اللہ! بے بس مسلمانوں کو نجات دے۔اے اللہ! تو مضر قبیلہ پر سخت گرفت کر اے اللہ! تو ان پر ویسا ہی قحط نازل کر جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں قحط پڑا تھا۔یہ بد دعا آپ نے کئی روز نماز عشاء کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر کی۔

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بد دعا آپ نے مختلف مواقع پر کی۔چنانچہ اس کے نتیجہ میں کفار قریش شدید قحط اور بدحالی کا شکار ہو گئے حتیٰ کہ مردار اور ہڈیاں کھانے کی نوبت آ گئی اور لوگ فاقوں سے مرنے لگے تب ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے محمد! تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔خدا سے دعا کرو کہ اسے بچالے اس پر اس رحمت مجسم نے فوراً اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور خدائے محمد ﷺ نے محمد کی سن لی اور قریش کو اس مصیبت سے نجات دی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر۔تفسیر سورۃ الدخان حدیث نمبر 4824)

یہ تھا آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسوہ کہ جانی دشمنوں پر بھی اللہ کی غضبناک تقدیر کے نتیجہ میں جب مصیبت نازل ہوئی تو اس پر بھی آپ کا دل تڑپ اٹھا اور دعا کے لئے بے قرار ہو گئے۔پس وہ کیسے بدبخت لوگ تھے جنہوں نے اس محبت کے پیکر کو بد دعا کرنے پر مجبور کر دیا۔

جنگ احد کا واقعہ

انہی واقعات میں سے ایک واقعہ احد کا بھی ہے۔جب آپ کو شہید کر دینے کی ہرممکن کوشش کی گئی۔آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے اس موقعہ پر آپ نے فرمایا: اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری کتاب المغازی باب ماصاب النبی من الجراح یوم احد حدیث نمبر 4073-4074)

یعنی اس قوم پر اللہ کا غضب بھڑکے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اور اس کو خون آلود کر دیا ہے آپ اپنے دانتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔اس موقعہ پر آپ نے بعض کا نام لے کر بھی ان پر لعنت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر خدا سے عرض کرتے۔اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا اے اللہ! فلاں فلاں پر لعنت کر۔

(بخاری کتاب المغازی باب لیس لک من الامر شیء حدیث نمبر 4069)

کسریٰ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

کسریٰ شاہ ایران کو آپ نے تبلیغ کے لئے خط لکھا تو اس نے اسے پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔آپ نے دعا کی کہ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ اے اللہ! اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔(صحیح بخاری کتاب العلم باب المناولہ حدیث نمبر 64) تاریخ شاہد ہے دنیا کی عظیم الشان سلطنت کے بارہ میں یہ دعا کس طرح حیرت انگیز طور پر قبول ہوئی کہ چند ہی سالوں میں سلطنت کسریٰ کے ایوان میں ایسا انتشار اور تزلزل برپا ہوا کہ شاہان کسریٰ اندرونی خلفشار کا شکار ہو کر ہلاک ہوئے اور یہ سلطنت رفتہ رفتہ نابود ہو کر رہ گئی۔

مخالفین کا بدانجام

ابولہب کا بیٹا عتبہ بن ابی لہب جب اپنی فتنہ پردازیوں اور شرانگیزیوں سے باز نہ آیا تو آپ نے دعا کی کہا اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ اے اللہ! اس پر کوئی کتا مسلط کر دے۔تھوڑے ہی عرصہ میں شام کے ایک سفر میں جنگل میں ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے ہڑپ کر گیا۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد 5 صفحہ 346 حدیث نمبر 10052)

رسول خدا ﷺ کی قبولیت دعا کا ایک جلالی نشان بھی قابل ذکر ہے بنونجار سے ایک عیسائی شخص مسلمان ہوا اور سورۃ البقرہ اور آل عمران بھی یاد کر لی لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔نبی کریم ﷺ کی وحی بھی لکھنے لگا مگر کچھ عرصہ بعد مرتد ہو کر پھر عیسائی ہو گیا اور یہود سے جاملا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے وہاں جا کر یہ شخص دعویٰ کرنے لگا کہ محمد کو تو کچھ

بقیہ صفحہ 16 پر

محمد انور شہزاد

دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

بیان فرمودہ

حضرت مصلح موعودؓ

حصہ دوم قسط 1

عاجزی و انکساری

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ شہر کے قاضی مقرر کئے گئے تو ان کے دوست ان کو ملنے گئے اور بڑی خوشی ظاہر کی اور مسرت کا اظہار کیا مگر جب اندر بلائے گئے اور ان سے ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ بڑے زور سے رو رہے ہیں اور کثرت گریہ وزاری سے ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں اور سانس اکھڑا ہوا ہے دوستوں نے کہا حضرت اس وقت یہ رونا کیسا اور اس بے موسم کی برسات کے کیا معنی۔ یہ تو خوشی کا وقت تھا اور دعوتوں کا موقعہ آپ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں اس بزرگ نے جواب دیا کہ احمقو تم نہیں جانتے کہ میں کیسی خطرناک حالت میں ہوں۔ میں ایک نابینا ہوں جو دو بیناؤں کے فیصلہ کے لئے مقرر کیا گیا ہوں اور ایک جاہل ہوں جو دو عالموں کے فیصلہ کے لئے چنا گیا ہوں کیونکہ مدعی اور مدعا علیہ میرے پاس آئیں گے اور وہ دونوں اپنا اپنا حال خوب جانتے ہوں گے کہ ہم جھوٹے ہیں یا سچے ہیں مگر میں بالکل ناواقف اور جاہل ان کا فیصلہ کروں گا۔ کیا یہ خوش ہونے اور فرحت ظاہر کرنے کا موقعہ ہے یا رنج وغم میں کڑھنے کا۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 273)

فرعون کی لاش لاکھوں کے ازدیاد ایمان کا باعث

مصر کے بادشاہ اور صاحب تخت کو فرعون کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس لئے جیسے حضرت یوسفؑ کے وقت میں فرعون حکمران تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی اسی کی حکومت تھی لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ وہ فرعون یوسف تھا اور یہ فرعون موسیٰ اس نے ایک نبی کی عزت و اکرام کر کے اپنے ملک کو قحط کی مصیبت سے بچا لیا اور اس نے ایک نبی کی ہتک کر کے اپنا ملک اور دولت دونوں کو ویران اور برباد کروایا....بنی اسرائیل نے مصر کی سرزمین میں قریباً دو صدیاں گزار دی تھیں اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے خوب ترقی کی اور معدودے چند انفاس سے ہزاروں کی تعداد کو پہنچ گئے۔ اس لئے فراعنہ ان سے کسی قدر خائف رہنے لگے جس کا نتیجہ ہوا کہ ان پر طرح طرح کے ظلم ہونے شروع ہو گئے۔

فراعنہ (فرعون کی جمع) کے ان سے ڈرنے کی ایک یہ وجہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ خود فراعنہ بھی مصر کے اصلی باشندے نہ تھے۔ (چنانچہ مصری زبان میں فراعنہ کے خاندان کو ہکسوز کہتے ہیں جس کے معنے ہیں اجنبی۔ چونکہ یہ لوگ مشرق سے گئے تھے۔ اس لئے ان کا نام بھی اجنبی پڑ گیا تھا۔ بائبل سے بھی اس کا کچھ پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ خروج باب ایک آیت 10،11میں ہے ’’اور اس نے (فرعون نے) اپنے لوگوں سے کہا دیکھو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور قوی تر ہیں۔ آؤ ہم ان سے دانشمندانہ معاملہ کریں تا نہ ہووے کہ جب وے اور زیادہ ہوں اور جنگ پڑے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل جاویں اور ہم سے لڑیں اور ملک سے نکل جاویں‘‘ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فراعنہ اجنبی تھے کیونکہ ڈیڑھ سو سال میں دس بارہ آدمیوں کی نسل اس قدر کب بڑھ سکتی ہے کہ ملک کے اصل باشندوں سے بھی زیادہ ہو جائے پس معلوم ہوتا ہے کہ وہ باہر سے آئے ہوئے تھے اور تعداد میں تھوڑے ہی تھے۔ باقی ان دونوں خاندانوں کے سوا اور قومیں بستی ہوں گی) بلکہ مشرق سے جا کر اس ملک پر قابض ہو گئے تھے اور یہ بنی اسرائیل اہل عرب کی طرح سامی النسل تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا اس ملک سے خاص تعلق بھی اس خیال پر کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ پس ان کو ہر وقت خیال رہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی قوم زبردست ہو کر اصل باشندوں سے یا کسی اور قوم سے مل کر ہم سے مل کر ہم کو اس ملک سے نکال دے۔ پس جب بنی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی طاقت انہوں نے دیکھی تو ارادہ کیا کہ کسی طرح اس کو روکا جائے۔ چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کو طرح طرح کے دکھ دینے شروع کئے اور علاوہ ان کے بچے قتل کرنے کے کل کی کل قوم سے اینٹیں پاتھنے کا کام لینا شروع کیا اور ان کے مشغول رکھنے کے لئے دو شہر فسوم اور رعمسیس تیار کروانے شروع کر دیئے۔ جن میں سے مؤخر الذکر شہر اس وقت کے فرعون کے نام پر تھا اس شخص کا بیٹا منفتاح وہ مشہور شخص ہے جس نے ایک نبی کی مخالفت کر کے اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے باپ دادوں کا نام بھی بدنام کر دیا کیونکہ بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھی کہ ’’ہر فرعون را موسیٰ‘‘ کی مثل نے تو گویا ہر ایک فرعون کو ظالم وخودسر ہی قرار دے دیا۔ یہ شخص بڑا متکبر تھا۔ اور اسے بھی اپنے باپ کی طرح عمارتیں بنانے کا بہت شوق تھا جس کا ایک باعث تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل کام میں لگے رہیں دوسرے اس وقت اردگرد کے بادشاہوں سے صلح ہونے کی وجہ سے اسے فرصت بھی بہت تھی اور تیسرے اس خاندان میں عمارتیں بنوانے کا شوق مدتوں سے چلا آیا تھا۔ چنانچہ لفظ فرعون بھی اصل میں آر اور راو سے مرکب ہے جس کے معنے ہیں ’’بڑا مکان‘‘ اول تو یہ لفظ صرف مکانوں پر ہی بولا جاتا تھا لیکن غالباً آخر میں شاہی قلعہ کی عظمت کو دیکھ کر اسی کے لئے یہ لفظ مخصوص ہو گیا اور شاہی قلعہ کے بعد خود بادشاہ پر یہ لفظ بولا جانے لگا۔ چنانچہ اس وقت بھی اس کی ایک مثال ہے۔ اعلیٰ سلطان روم کے وزراء کو باب عالی کہتے ہیں۔ غرض یہ کہ امن کی زندگی، خاندانی شوق اور پھر بنی اسرائیل کو کام میں لگائے رکھنے کے خیال نے فرعون منفتاح کو بھی عمارتوں کی تعمیر کی طرف متوجہ رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نبی اسرائیل میں بڑی کمزوری اور پست ہمتی پھیل گئی اور ان کے دل فرعون کے ڈر سے مرعوب ہو گئے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ ﴿۶۲﴾

(الشعراء: 62)

حالانکہ ناامیدی اور مجبوری کمزور سے کمزور انسان کو مقابلہ پر ابھار دیتی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اس وقت ایسے پست ہمت ہو گئے تھے کہ ان میں ایسے موقعہ پر بھی جرأت دکھانے کی جرأت باقی نہ تھی۔ جب یہ حالت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کے مطابق جو حضرت

ابراہیمؑ سے ان کی اولاد کے متعلق کئے تھے ایک شخص کو پیدا کیا۔ جس کا نام اس کے والدین نے موسیٰ رکھا۔ موسیٰؑ کی پیدائش کے وقت بچوں کے قتل کا حکم ظالم بادشاہ کی طرف سے عام ہو رہا تھا۔ ان کی والدہ بھی خائف تھیں کہ کوئی گھڑی میں یہ بچہ بھی ظالموں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بموجب آیت شریفہ وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی اَنۡ اَرۡضِعِیۡہِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَیۡہِ فَاَلۡقِیۡہِ فِی الۡیَمِّ وَلَا تَخَافِیۡ وَلَا تَحۡزَنِیۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡہُ اِلَیۡکِ وَجَاعِلُوۡہُ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۸﴾ (القصص:8) (اور ہم نے وحی کی والدہ موسیٰؑ کی طرف کہ اس کو دودھ پلا اور جب تو ڈرے اس کی جان کے متعلق تو اسے دریا میں ڈال دے اور ڈر نہیں اور نہ غم کھا میں اسے تیری طرف واپس لاؤں گا۔ اور رسولوں کی جماعت میں داخل کروں گا)۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے ہاتھوں سے بچا لیا۔ پھر یہ ہوا کہ دریا کے کنارے پر ان کو فرعون کی لڑکی نے دیکھا اور اس کو ان پر رحم آیا۔ ان کو نکال کر پالنے کا ارادہ کیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ فَالۡتَقَطَہٗۤ اٰلُ فِرۡعَوۡنَ لِیَکُوۡنَ لَہُمۡ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَہَامٰنَ وَجُنُوۡدَہُمَا کَانُوۡا خٰطِئِیۡنَ ﴿۹﴾ (القصص:9) یعنی اسے اٹھا لیا فراعنہ کی اولاد میں سے کسی نے تاکہ ہو ان کے لئے دشمن اور غم کا باعث۔ تحقیق فرعون اور ہامان اور ان کا لشکر خطاکار تھے۔ فرعون نے مارنا چاہا لیکن بیٹی کی دلجوئی یا کسی اور غرض کے لئے اس کی بیوی شفیع ہوئی اور ان کو بیٹا بنا لینے کا ارادہ ظاہر کیا اور قتل سے روکا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ وَقَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ قُرَّتُ عَیۡنٍ لِّیۡ وَلَکَ ؕ لَا تَقۡتُلُوۡہُ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا وَّہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ (القصص:10) دودھ پلانے کے لئے آپ کی والدہ ہی مقرر ہوئیں۔ اس لئے بچپن ہی سے آپ کو فراعنہ اور نبی اسرائیل کے تعلقات کا حال معلوم ہوتا رہا۔ اور خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو گیا کہ اس وقت ان کی حالت جانوروں سے بدتر ہے۔ بڑے ہوئے تو شہزادگی کی زندگی بسر کرنے کی وجہ سے قویٰ خوب مضبوط اور خیالات عالی تھے۔ مظلوموں کی مدد پر ہر وقت تیار رہتے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ ایک عبری سے ایک فرعونی لڑ رہا ہے۔ آپ سے اس کا ظلم نہ دیکھا گیا۔ بڑھ کر اس فرعونی کو مکا مارا اور اتفاقاً وہ ایسے مقام پر لگا کہ وہ مر گیا۔

دوسرے دن پھر دو شخصوں کو لڑتے دیکھا جن میں سے ایک وہی کل

والا عبری تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ تو بڑا شوخ ہے۔ روز لڑائی کرتا ہے۔ یہ کہہ کر ان دونوں کی طرف لپکے۔ اس نے سمجھا مجھے بھی مارنے آتے ہیں۔ بول اٹھا کہ آپؑ نے جیسے کل فلاں کو مارا تھا آج مجھے بھی مارنا چاہتے ہیں آپؑ سمجھے کہ اب بات کھل گئی اور فراعنہ سے لڑائی کی ابتدا ہوگئی مصر کو چھوڑ کر ایک اور ملک میں آگئے جہاں قریباً دس سال رہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پاکر ملک مصر میں واپس آئے۔ راستہ میں فرعون کی ہدایت کا کام سپرد ہؤا۔ اب یہ وہ فرعون نہ تھا جس کے عہد میں یہ بھاگے تھے۔ بلکہ رعمسیس کے بعد اس کا بیٹا منفتاح بیٹھا تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ اس کے پاس پیغام الٰہی لے کر پہنچے اور حکم الٰہی کے ماتحت بڑی نرمی سے عرض کیا کہ آپ کے رب کی طرف سے ہم رسول ہیں کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ یہ کل واقعہ قرآن شریف میں یوں ہے: اِذۡهَبَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۴۴﴾ فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی ﴿۴۵﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ﴿۴۶﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَاَرٰی ﴿۴۷﴾ فَاۡتِیٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّکَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ۙ وَلَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ قَدۡ جِئۡنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰی ﴿۴۸﴾ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡنَاۤ اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰی مَنۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۴۹﴾ قَالَ فَمَنۡ رَّبُّکُمَا یٰمُوۡسٰی ﴿۵۰﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۱﴾
(طٰہٰ: 44-51)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرمایا کہ تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے۔ پس دونوں اس سے بڑی نرم باتیں کرو تا کہ وہ ان پر عمل کرے اور ڈرے۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب ہم تو ڈرتے ہیں کہ وہ ہمارے معاملہ میں زیادتی سے کام نہ لے اور حضور کے پیغام کے مقابل سرکشی کام میں نہ لائے۔ فرمایا کہ تم اس بات سے خوف مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے رسول ہیں۔ پس تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور انہیں عذاب مت دے۔ ہم تیرے پاس دلائل بھی لائے ہیں جو تیرے رب کی طرف سے ہیں اور سلامت وہی رہتا ہے جو ہدایت کے پیچھے چلے۔ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے یا منہ پھیرے اس کے لئے عذاب ہوگا (فرعون نے ان کی بات کی کچھ پرواہ نہ کی اور بحث شروع کر دی) اس نے کہا اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے (وہ حضرت ہارونؑ کی طرف مخاطب بھی نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ ان کو نعوذ باللہ بہت حقیر جانتا تھا۔ لیکن حضرت موسیٰؑ چونکہ قلعہ میں رہتے رہے تھے اور اس کے بھائیوں کی طرح پرورش پاتے رہے تھے اس لئے ان کو مخاطب کیا) آپؑ نے جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر اسے راہ دکھائی۔

اس مباحثہ کے بعد آپس میں اور جھگڑے ہوتے رہے لیکن فرعون نے قطعاً اس کی پرواہ نہ کی اور بنی اسرائیل کو دکھ دہی اور ایذاء رسانی میں بڑھتا گیا اور یہاں تک کہ بنی اسرائیل چلاّ اٹھے کہ اے موسیٰؑ تیرے آنے سے تو ہمارے دکھ اور بھی بڑھ گئے ہیں آخر معاملہ جب حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اب ملک مصر سے راتوں رات نکل بھاگو۔ چنانچہ وہ ایک رات مصر سے چلے اور شام کا رستہ لیا۔ خشکی کا راستہ جس میں آجکل نہر سویز نکالی گئی ہے دور تھا۔ جلدی میں سمندر کے ساحل کی راہ لی اتنے میں فرعون منفتاح کو خبر ہوگئی وہ پیچھے بھاگا اور کنارہ سمندر پر ان کو جالیا۔ نبی اسرائیل تو گھبرا گئے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰؑ نے ان کو سمندر میں گھس جانے کا حکم دیا۔ پانی پھٹ گیا۔ اور وہ بیچ میں سے صاف نکل گئے۔ فرعون کو بھی یہ نظارہ دیکھ کر دلیری پیدا ہوئی۔ اور وہ بھی مع لشکر اندر گھس گیا۔ لیکن ایک دفعہ گھسنے کے بعد پھر باہر نکلنا نصیب نہ ہوا۔ ایک ہی لہر سی آئی کہ اسے مع لشکر کے بہا کر لے گئی۔ قرآن شریف میں آتا ہے کہ اس موقعہ پر اس نے کہا کہ اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (سورۃ یونس: 91) (یعنی میں ایمان لے آیا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے کہ جس پر نبی اسرائیل ایمان لائے۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں لیکن یہ وقت توبہ کا نہ تھا۔ بہت سے ایسے مواقع توبہ کے ملے پر اس نے قدر نہ کی ہر دفعہ شرارت میں ترقی ہی کی۔ پس جب عذاب آہی گیا۔ اور پانی نتھنوں سے نیچے اتر گیا تو اب توبہ کا کون سا موقعہ تھا۔ اس لئے فرماتا ہے۔ کہ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۲﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ (یونس: 92-93) یعنی اب تو توبہ کرتا ہے اور پہلے نافرمانیاں کر چکا ہے۔ اور فسادیوں کے گروہ میں شامل رہا ہے۔ پس آج کے دن ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے۔ تا کہ تو اپنے پچھلوں کے لئے نشان ہو اور لوگوں میں سے اکثر ہماری نشانیوں سے غافل ہیں اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کی لاش غرق ہونے سے بچ گئی بلکہ سمندر کے باہر جا پڑی اور اس کے لشکریوں نے اسے اٹھا کر دفن کیا۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کا جود قرآن شریف کے سوا اور کہیں نہیں پایا جاتا۔ نہ توریت میں کہیں اس کا ذکر ہے نہ انجیل میں اور نہ انبیاءؑ کی کتب میں۔ لیکن یہ ثابت کرنا کہ آج سے تین ہزار سال پہلے ایک شخص کی لاش دریا سے نکلی تھی یا نہیں؟ بہت مشکل تھا۔ مگر جو کچھ خدا تعالیٰ فرمائے اس کے سچا ہونے میں بھی کچھ کلام نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ سامان بنا دیا کہ اس زمانہ میں جبکہ ہر ایک علم کی ترقی ہو رہی ہے۔ آثار قدیمہ کی تحقیقات کا شوق بھی بہتوں کو لگا ہوا ہے ایسے لوگوں میں سے بعض آدمی مصر کے آثار قدیمہ کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ انہیں میں سے ایک شخص مسٹر لاریٹ نے مقابر فراعنہ میں 1898ء میں ایک بادشاہ کو تابوت میں پڑا پایا۔ اور جو کچھ اس پر لکھا ہؤا تھا اسے پڑھ کر معلوم کیا کہ یہ ’’خون اتن‘‘ بادشاہ کی لاش ہے۔ لیکن چونکہ ’’ہیر فلیف‘‘ خط میں اکثر دھوکا ہو جاتا ہے۔ اس لئے مسٹر جروف کے سامنے اس نے یہ معاملہ پیش کیا جس نے اس لفظ کو ریان با پڑھا۔ دونوں کے تنازعہ کو دور کرنے کے لئے ہیرو کو بلایا گیا۔ اور اس کے ساتھ اور علماء بھی تھے جب انہوں نے وہ حروف دیکھے تو فوراً بول اٹھے کہ ’’یہ ریان با ہے۔ ریان با موسیٰ کا فرعون تھا۔‘‘ اس تابوت کو اور کھولا گیا۔ تو اس پر منفتاح بھی لکھا ملا۔ جو فرعون موسیٰ کا دوسرا نام تھا۔ اب تو سب کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی ہے فوراً وہ لاش قاہرہ دار الخلافہ مصر میں لائی گئی۔ اور وہاں کے عجائب خانہ کے ایوان قیصری میں رکھی گئی جس میں کہ اور بہت سے بادشاہوں اور بیگمات کی لاشیں رکھی گئی ہیں اس تحقیقات سے زمانہ قدیم کے آثار کے متلاشیوں کو تو جو خوشی ہوئی ہوگی وہ سمجھ میں آہی سکتی ہے مگر مسلمانوں کے لئے تو اس تحقیقات نے بڑی بڑی خوشیوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ کیونکہ جو بات آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی۔ وہ آج پایۂ صداقت کو پہنچ رہی ہے کیونکہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں فرعون کے جسم کے محفوظ رہنے کی خبر سوائے قرآن شریف کے اور کسی کتاب میں نہیں ہے پس آج اس لاش نے نکل کر اسلام کی سچائی پر

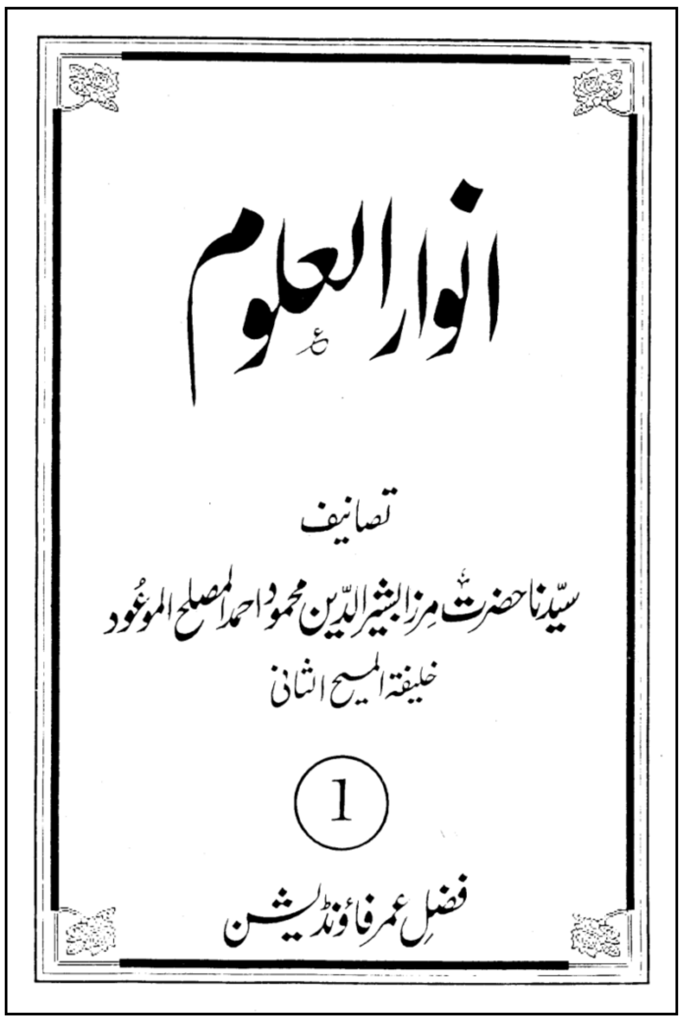

ایک بیّن دلیل قائم کر دی ہے کہاں تین ہزار سال کا مردہ اور کہاں اس کی نسبت یہ بتا دینا کہ یہ آنے والی قوموں کے لئے ہدایت کا باعث ہوگا۔ کچھ کم تعجب کی بات نہیں۔ یہ لاش عمدگی سے مسالہ لگی ہوئی ہے۔ (مصر میں ایک خاص قسم کا مسالہ ہوتا ہے جسے لگا دینے سے مردہ لاش ہزاروں سال تک بھی خراب نہ ہوتی تھی اور اس مسالہ کی بدولت فرعون کی لاش بھی ہم تک پہنچی ہے اس مسالہ کی لگی ہوئی لاش ممی کہلاتی ہے) اور فرعون کی شکل اچھی طرح سے پہچانی جاتی ہے اور بہت سی علامتیں جن کا ذکر کتب تواریخ میں تھا اس میں پائی جاتی ہیں اس کی تصویر بھی بعض اخباروں میں چھپی ہے لیکن وہ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکی اس لئے یہاں نہیں دی جا سکتی۔ ورنہ اگر کہیں سے مل جاتی۔ تو ہم کو بڑی خوشی ہوتی کہ ہم اس کو بھی شائع کر دیتے تا کہ لوگ دیکھتے کہ یہ وہ شخص ہے جو آج سے تین ہزار سال پہلے سمندر میں غرق ہوا تھا اور جس کی نسبت قرآن شریف میں بتایا گیا تھا کہ اس کی لاش بچ گئی ہے اور محفوظ رکھی ہوئی ہے اور یہ کہ ایک زمانہ میں وہ مل بھی جائے گی۔ اور لوگوں کے لئے عبرت کا باعث ہوگی۔ اور اس طرح ایک پیشگوئی میں گویا پانچ باتیں بتائی گئی تھیں۔

اول تو یہ کہ فرعون کی لاش سمندر میں بہہ نہیں گئی بلکہ وہ سلامت باہر پہنچ گئی کیونکہ سمندر میں ڈوبنے والے کا اکثر تو یہی حال ہوتا ہے۔ کہ یا تو اسے جانور کھا جاتے ہیں اور یا وہ دور دراز بہہ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ بلا کسی قسم کے نقص کے کنارہ پر لگا دی گئی تھی۔

دوسری بات یہاں سے یہ معلوم ہوئی کہ اس کو مسالہ بھی لگایا گیا تھا۔ کیونکہ یہ بھی ممکن تھا کہ اسے مسالہ نہ لگایا جاتا۔ جیسا کہ اس فرعون منفتاع کے باپ رعمسیس کی لاش کو مسالہ نہیں لگایا گیا تھا۔ کیونکہ وہ کوڑھ کی وجہ سے بہت گل گیا تھا اور اسی طرح یہ ضروری نہ تھا کہ ہر ایک بادشاہ کی لاش کو مسالہ لگایا جائے۔ پس آیت قرآن شریف کے اس حصہ یعنی لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً سے صاف ثابت ہے کہ اسے مسالہ بھی لگایا جائے گا۔ کیونکہ اگر مسالہ نہ لگایا جاتا تو وہ اس وقت تک گل سڑ جاتی ہم تک پہنچتی ہی کیونکر۔

تیسرے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آخر زمانہ تک محفوظ بھی رہے گی۔ کیونکہ یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ سب مسالہ والی لاشیں آج تک محفوظ رہیں۔

ہزاروں لاکھوں لاشیں تھیں جو مسالہ دار تھیں لیکن ضائع ہو گئیں۔ کیونکہ ایک زمانہ مصر میں ایسا آیا ہے کہ جو رات کو شمع کی بجائے مسالہ دار لاشوں کے ٹکڑے جلاتے تھے۔ کیونکہ وہ ایسی عمدہ جلتی ہیں کہ جیسے کافوری شمع اور اور بھی کئی ذریعے ہیں جن سے وہ ضائع ہوسکتی ہیں۔ پس اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ لاش ہر قسم کی مہلک چیزوں سے بچ کر پچھلے لوگوں تک پہنچ بھی جائے گی۔

چوتھے یہ معلوم ہوا کہ نہ صرف وہ محفوظ رہے گی بلکہ وہ مل بھی جائے گی کیونکہ اگر کسی کھوہ یا غار میں پڑی رہتی تو لوگوں کے لئے کس نفع کا باعث ہوسکتی تھی۔

پانچوں یہ کہ وہ مل کر پہچانی بھی جائے گی کیونکہ ''نشان'' تبھی ہوسکتی تھی کہ اگر اس کی شناخت بھی ہو جاتی۔ اگر بالفرض وہ مل بھی جاتی۔ مگر اس کی شناخت نہ ہوتی۔ تب بھی اس میں نقص رہ جاتا۔

پس اس ایک آیت میں پانچ آیتیں ہیں جو قرآن شریف کی سچائی کی دلیل ہیں اور مؤمنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں۔ پس اس لاش پر مجھے سخت تعجب ہے کہ جب اس میں جان تھی تب تو اس نے ہزاروں کو گمراہ کیا ہوگا لیکن روح سے جدا ہو کر اور ہزاروں سال تہہ تہ زمین میں رہ کر اس میں کیا کیمیائی اثر پیدا ہوگیا کہ آج یہ لاکھوں کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگئی۔

(انوار العلوم جلد1 صفحہ 293-299)

گناہ سے نجات کا طریق

کہتے ہیں چور جس گھر پر کھانا کھالے وہاں چوری نہیں کرتا۔ حالانکہ چور ایسا ذلیل ہے کہ کوئی شریف آدمی اس کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتا تو پھر جس کا تم روز کھاتے ہو اسی کی نمک حرامی کرو تو اس چور سے بدتر ہو یا نہیں۔ کان، حلق، زبان، منہ، پانی، سب کچھ خدا کا دیا ہو مگر محبت کریں اَوروں سے اور اپنے حقیقی محسن کو بھول جائیں۔ کس قدر شرم اور افسوس کی بات ہے۔

کیا لطیف نکتہ معرفت ہے اس حکایت میں جو میں نے پچھلے دنوں پڑھی کہ ابراہیم ادہمؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھ سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے۔ آپ نے فرمایا چھ باتیں بتاتا ہوں ان پر عمل کرو پھر بے شک گناہ کرلیا کرو (۱) جب تو خدا کا گناہ کرے تو خدا کا بنایا ہوا رزق نہ کھائیو (۲) دوسرا یہ کہ اگر خدا کا گناہ کرنا ہے تو خدا کے ملک میں نہ رہیو (۳) یہ کہ اگر خدا کا گناہ کرنا ہے تو خدا سے چھپ کر کیجیئو (۴) چہارم یہ کہ اگر خدا کا گناہ کرنا ہے تو پھر منکر نکیر جب سوال کریں تو ان سے انکار کر دینا کہ میں تمہارے سوالوں کا جواب نہیں دیتا (۶) ششم یہ کہ جب تجھے دوزخ میں ڈالنے لگیں تو اڑ بیٹھنا کہ میں تو یہاں نہیں جاتا۔

اس نے عرض کیا کہ حضور یہ تو نہیں ہوسکتا۔ فرمایا پھر کیسی بے حیائی اور بے شرمی ہے کہ تو اسی کا رزق کھاتا ہے اسی کی زمین پر رہتا ہے پھر موت کا مالک نہیں اور پھر اس کے سامنے اس کے احکام کو ٹالتا ہے۔

(انوار العلوم جلد1 صفحہ 373-374)

خدا سے زیادہ پیارا کوئی نہیں

تقویٰ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس شخص کو حاصل ہو پھر وہ اس کے مقابل میں دنیا کی کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا چنانچہ ایک بات حضرت اقدسؑ کی مجھے یاد آگئی۔ آپ لوگوں کا حق ہے کہ آپ کو سنائی جائے۔ کیونکہ اگرچہ میرا حضرت سے دوہرا یعنی جسمانی بھی اور روحانی بھی تعلق ہے۔ مگر روحانی لحاظ سے آپ بھی ان کے بیٹے ہیں۔ آپ کی نوٹ بک میں نے دیکھی۔ آپ کا معمول تھا کہ جب کوئی پاک خیال پاک جذبہ دل میں اٹھتا تو آپ لکھ لیتے۔ اس نوٹ بک میں خدا کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔

''او میرے مولیٰ! میرے پیارے مالک! میرے محبوب! میرے معشوق خدا! دنیا کہتی ہے تو کافر ہے۔ مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے۔ اگر ہو تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا کہ میں کس حال میں ہوں۔ اس وقت تو مجھے جگاتا ہے۔ اور محبت سے پیار سے فرماتا ہے کہ غم نہ کھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس احسان کے ہوتے پھر میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں''۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 375-376)

دائیں طرف کا لحاظ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی کی یہ بھی عادت تھی کہ آپؐ ہمیشہ دائیں طرف کا لحاظ رکھتے۔ کھانا کھاتے تو دائیں ہاتھ سے۔ لباس پہنتے تو پہلے دایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں ڈالتے۔ جوتی پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں پہنتے۔ غسل میں پانی ڈالتے تو پہلے دائیں جانب۔ غرض کہ ہر ایک کام میں دائیں جانب کو پسند فرماتے۔ حتیٰ کہ جب آپؐ کوئی چیز مجلس میں بانٹنی چاہتے تو پہلے دائیں جانب سے شروع فرماتے۔ اور اگر اس قدر ہوتی کہ صرف ایک آدمی کو کفایت کرتی تو اسے دیتے جو دائیں جانب بیٹھا ہوتا۔

اور اس بات کا اتنا لحاظ تھا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری کا جو گھر میں رہتی تھی دودھ دوہا اور اس کے بعد دودھ میں اس کنویں سے پانی ملایا جو میرے گھر میں تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پیالہ دیا گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب حضرت ابو بکرؓ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ پیا۔ پھر جب پیالہ منہ سے ہٹایا تو حضرت عمرؓ نے اس خوف سے کہ کہیں اس اعرابی کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیٹھا تھا نہ دے دیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہیں انہیں دے دیجئے گا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیٹھا تھا وہ پیالہ دیا اور فرمایا کہ دایاں دایاں ہی ہے۔

(تجرید بخاری باب فی الشرب)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب کا کتنا لحاظ رکھتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک فطرت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی میں دائیں کو بائیں پر ترجیح دینا رکھا ہے اور اکثر ممالک کے باشندے باوجود آپس میں کوئی تعلق نہ رکھنے کے اس معاملہ میں متحد ہیں اور دائیں کو بائیں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت نہایت پاک تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بہت احتیاط رکھی۔

ایک اور حدیث بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت پر روشنی ڈالتی ہے۔ سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں سے آپ نے کچھ پیا اس وقت آپ کے دائیں جانب ایک نوجوان بیٹھا تھا جو سب حاضرین مجلس میں سے صغیر السن تھا اور آپ کے بائیں طرف بوڑھے سردار بیٹھے تھے پس آپ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ اے نوجوان کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرک کے معاملہ میں کسی اور کے لئے اپنا حق نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر آپ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف کا ایسا لحاظ رکھتے کہ بائیں طرف کے بوڑھوں کو پیالہ دینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اس نوجوان سے اجازت طلب فرمائی اور اس کے انکار پر اس کے حق کو تسلیم کیا۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 453-454)

سچے مرید

اگر کسی شخص نے سچے مرید اور کامل متبع دیکھنے ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو دیکھے جو اپنے جان و مال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان کر دینے میں ذرا دریغ نہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عضل اور قارۃ دو قبیلوں کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری قوم اسلام کے قریب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ آدمی بھیجئے جو انہیں دین اسلام سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر چھ صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہاں جا کر انہیں اسلام سکھائیں۔ اور قرآن شریف پڑھائیں۔ ان صحابہؓ کا عامر بن عاصمؓ کو امیر بنایا۔ جب یہ لوگ صحابہؓ کو لے کر چلے تو راستہ میں ان سے شرارت کی اور عہد شکنی کر کے ہذیل قبیلہ کے لوگوں کو اکسایا کہ انہیں پکڑ لیں۔ انہوں نے ایک سو آدمی ان چھ آدمیوں کے مقابلہ میں بھیجا۔ صحابہؓ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ کفار نے ان سے کہا کہ وہ اتر آئیں وہ انہیں کچھ نہ کہیں گے۔ حضرت عامرؓ نے جواب دیا کہ انہیں کافروں کے عہد پر اعتبار نہیں وہ نہیں اتریں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہماری حالت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے مگر چھ میں سے تین آدمی کفار پر اعتبار کر کے اتر آئے۔ مگر جب انہوں نے ان کے ہاتھ باندھنے چاہے تو ایک صحابیؓ نے انکار کر دیا کہ یہ خلاف معاہدہ ہے مگر وہاں معاہدہ کون سنتا تھا اس صحابیؓ کو قتل کر دیا گیا باقی دو میں سے ایک کو صفوان بن امیہ نے جو مکہ کا ایک رئیس تھا خرید لیا اور اپنا غلام کر کے نطاس کے ساتھ بھیجا کہ حرام سے باہر اس کے دو بیٹوں کے بدلہ قتل کر دے۔ نسطاس نے قتل کرنے سے پہلے ابن الدشنہؓ (اس صحابی) سے پوچھا کہ تجھے خدا کی قسم سچ بتا کہ کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ تمہارا رسول اس وقت یہاں ہمارے ہاتھ میں ہو اور ہم اسے قتل کریں اور تو آرام سے اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہو۔ ابن الدشنہؓ نے جواب دیا کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں ہوں جہاں اب ہیں (یعنی مدینہ میں) اور ان کے پاؤں میں کوئی کانٹا چبھے اور میں گھر میں بیٹھا ہؤا ہوں۔ اس بات کو سنکر ابوسفیان جو اس وقت تک اسلام نہ لایا تھا وہ بھی متاثر ہوگیا اور کہا کہ میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتے تھے۔

یہ وہ اخلاص تھا جو صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی وہ اخلاص تھا جس نے انہیں ایمان کے ہر ایک شعبہ میں پاس کرا دیا تھا اور انہوں نے خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ اے احمدی جماعت کے مخلصو! تم بھی مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر مأمور وقت مسیح موعود سے ایسی ہی محبت نہ رکھو۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 552-553)

محمد داؤد بھٹی۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ

حاصل مطالعہ

کامل اولیاء مردان خدا، کبریت احمر وجودوں کے چار بین کمال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں:

’’یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور رتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے تو چار چیزوں سے اس کو جمیع اس کے ابناء جنس اور تمام ہمعصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے اور ہر ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان رکھنا لازم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان کامل بندوں اور اعلیٰ درجہ کے اولیاء میں سے ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے اور اپنی نظر خاص سے ان کی تربیت فرمائی ہے اور وہ چار چیزیں جو کامل اولیاء اور مردان خدا کی نشانی ہے۔ چار کمال ہیں جو بطور نشان اور خارق عادت کے ان میں سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کمال میں وہ دوسروں سے بین اور صریح طور پر ممتاز ہوتے ہیں بلکہ وہ چاروں کمال معجزہ کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں پر اور ایسا آدمی کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے اور اس مرتبہ پر وہی شخص پہنچتا ہے جس کو عنایت ازلی نے قدیم سے دنیا کے فائدہ پہنچانے کے لیے منتخب کیا ہو اور اور وہ چار کمال جو بطور نشان یا چار معجزہ کے ہیں جو ولی اعظم اور قطب الاقطاب اور سید الاولیاء کی نشانی ہے یہ ہیں

اول کمال: یہ کہ امور غیبیہ بعد استجابت یا اور طریق پر اس کثرت سے اس پر کھلتے رہیں اور بہت سی پیشگوئیاں ایسی صفائی سے ظہور پذیر ہو جائیں کہ اس کثرت مقدار اور صفاء کیفیت کے لحاظ سے کوئی شخص ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور ان کی کمی اور کیفی کمالات میں احتمال شرکت غیر بکلی معدوم بلکہ محالات میں سے ہو۔ یعنی جس قدر اس پر اسرار غیب ظاہر ہوں اور جس قدر اس کی تائید میں آسمان اور زمین اور انفس اور افاق میں خوارق ظہور پذیر ہوں بکلی غیر ممکن ہو جو ان کی نظیر کوئی دکھلا سکے یا ان کمالات میں مقابلہ پر کھڑا ہو سکے اور اس قدر علم غیوب الٰہیہ اور کشف انوار نامتناہیہ اور تائیدات سماویہ بطور خارق عادت اور اعجاز اور کرامت اس کو عطا کی جائے کہ گویا ایک دریا ہے جو چل رہا ہے اور ایک عظیم الشان روشنی ہے جو آسمان سے اتر کر زمین پر پھیل رہی ہے اور یہ امور اس حد تک پہنچ جائیں جو بہ بداہت نظر خارق عادت اور فائق العصر دکھائی دیں اور یہ کمال کمال نبوت سے موسوم ہے۔

دوسرا کمال: دوسرا کمال جو بطور نشان کے امام الاولیاء اور سید الاصفیاء کے لیے وہ فہم قرآن اور معارف کی اعلیٰ حقیقت تک وصول ہے۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن شریف کی ایک ادنیٰ تعلیم ہے اور ایک اوسط اور ایک اعلیٰ اور جو اعلیٰ تعلیم ہے وہ اس قدر انوار معارف اور حقائق کی روشن شعاعوں اور حقیقی حسن اور خوبی سے پر ہے جو ادنیٰ یا اوسط استعداد کا اس تک ہرگز گزر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کے اہل صفوت اور ارباب طہارت فطرت ان سچائیوں کو پاتے ہیں جن کی سرشت سراسر نور ہو کر نور کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ سو اول مرتبہ صدق کا جو ان کو حاصل ہوتا ہے دنیا سے نفرت اور ہر ایک لغو عمل سے طبعی کراہت ہے اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد ایک دوسرے درجہ پر صدق پیدا ہوتا ہے۔ جس کو انس اور شوق اور رجوع الی اللہ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد ایک تیسرے درجہ کا صدق پیدا ہوتا ہے جس کو تبدل اعظم اور انقطاع اتم اور محبت ذاتیہ اور فنافی اللہ کے درجہ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اس عادت کے راسخ ہونے کے بعد روح حق انسان میں حلول کرتی ہے اور تمام پاک سچائیاں اور اعلیٰ درجہ کے معارف و حالات بطریق طبیعت و جبلت بکمال وجد و شرح صدر اس شخص کے نفس پاک پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور عمیق در عمیق معارف قرآنیہ و نکات شرعیہ اس شخص کے دل میں جوش مارتے اور زبان پر جاری ہوتے ہیں اور وہ اسرار شریعت اور لطائف طریقت اس پر کھلتے ہیں جو اہل رسم اور عادت کی عقلیں ان تک پہنچ نہیں سکتیں۔ کیونکہ یہ شخص مقام نفحات الٰہیہ پر کھڑا ہوتا ہے اور روح القدس اس کے اندر بولتی ہے اور تمام کذب اور دروغ کا حصہ اس کے اندر سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ یہ روح سے پاتا اور روح سے بولتا اور روح سے لوگوں پر اثر ڈالتا ہے اور اس کے حالت میں اس کا نام صدیق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر سے بکلی کذب کی تاریکی نکلتی اور اس کی جگہ سچائی کی روشنی اور پاکیزگی اپنا دخل کرتی ہے اور اس مرتبہ پر اعلیٰ درجہ کی سچائیوں کا ظہور اور اعلیٰ معارف کا اس کی زبان پر جاری ہونا اس کے لئے بطور نشان کے ہوتا ہے۔ اس کی پاک تعلیم جو سچائی کے نور سے خمیر شدہ ہوتی ہے۔ دنیا کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ اس کے پاک معارف جو سرچشمہ فنافی اللہ اور حقیقت شناسی سے نکلتے ہیں تمام لوگوں کو تعجب میں ڈالتے ہیں اور اس قسم کا کمال صدیقیت کے کمال سے موسوم ہے۔ یاد رہے کہ صدیق وہ ہوتا ہے جس کو سچائیوں کا کامل طور پر علم بھی ہو اور پھر کامل اور طبعی طور پر ان پر قائم بھی ہو۔ مثلاً اس کو ان معارف کی حقیقت معلوم ہو کہ وحدانیت باری تعالیٰ کیا شے ہے اور اس کی اطاعت کیا شے ہے اور محبت باری عزاسمہ کیا شے اور شرک سے کس مرتبہ اخلاص پر مخلصی حاصل ہو سکتی ہے اور عبودیت کی کیا حقیقت ہے اور اخلاص کی حقیقت کیا اور توبہ کی حقیقت کیا اور صبر اور توکل اور رضا اور محویت اور فنا اور صدق اور صفا اور تواضع دو اور سخا اور ابتہال اور دعا اور عفو اور حیا اور دیانت اور امانت اور اتقاء وغیرہ اخلاق فاضلہ کی کیا کیا حقیقتیں ہیں۔ پھر ماسوا اس کے ان تمام صفات فاضلہ پر قائم ہو۔

تیسرا کمال جو اکابر اولیاء کو دیا جاتا ہے مرتبہ شہادت ہے اور مرتبہ شہادت سے وہ مرتبہ مراد ہے جبکہ انسان اپنی قوت ایمان سے اس قدر اپنے خدا اور روز جزا پر یقین کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔ تب اس یقین کی برکت سے اعمال صالحہ کی مرارت اور تلخی دور ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہر ایک قضاء و قدر بباعث موافقت کے شہد کی طرح دل میں نازل ہوتی ہے اور تمام صحن سینہ کو حلاوت سے بھر دیتی ہے اور ہر ایک ایلام انعام کے رنگ میں دکھائی دیتا ہے۔ سو شہید اس شخص کو کہا جاتا ہے جو قوت ایمانی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہو اور اس کے تلخ قضاء و قدر سے شہد شیرین کی طرح لذت اٹھاتا ہے اور اسی معنے کے رو سے شہید کہلاتا ہے اور یہ مرتبہ کامل مومن کے لئے بطور نشان کے ہے اور اس کے بعد ایک چوتھا مرتبہ ہے۔

چوتھا مرتبہ بھی ہے جو کامل اصفیاء اور اولیاء کو اکمل اور اتم طور پر ملتا ہے اور وہ صالحین کا مرتبہ ہے اور صالح اس وقت کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ ہر ایک فساد سے اس کا اندرون خالی اور پاک ہو جائے اور ان تمام گندے اور تلخ مواد کے دور ہونے کی وجہ سے عبادت اور ذکر الٰہی کا مزہ اعلیٰ درجہ کی لذت کی حالت پر آ جائے۔ کیونکہ جس طرح زبان کا مزہ جسمانی تلخیوں کی وجہ سے بگڑ جاتا ہے ایسا ہی روحانی مزہ روحانی مفاسد کی وجہ سے متغیر ہو جاتا ہے اور ایسے انسان کو کوئی لذت عبادت اور ذکر الٰہی کی نہیں آتی اور نہ کوئی انس اور ذوق اور شوق باقی رہتا ہے۔ لیکن کامل انسان نہ صرف مواد فاسدہ سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ یہ صلاحیت بہت ترقی کر کے بطور ایک نشان اور خارق عادت امر کے اس میں ظاہر ہوتی ہے۔ غرض یہ چار مراتب کمال ہیں جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے اور جو شخص ان سے بکلی محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے سورت فاتحہ میں مسلمانوں کے لئے یہی دعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیھم سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ 417-423)

دعا کا تحفہ

قرض سے نجات کی ایک اور دُعا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کیا تم نے وہ دُعا سنی جو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کونسی دُعا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ دُعا جو حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں کو سکھاتے تھے ایسی دُعا کہ اگر تم میں سے کسی کے ذمہ پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرے تو وہ ضرور اس قرض کو دور کر دے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ

(مستدرک حاکم مطبوعہ بیروت جلد 1 صفحہ 515)

ترجمہ:-اے اللہ! مشکل کشا اور غم دور کرنے والے! لاچاروں کی دُعا سننے والے! دنیا اور آخرت میں بن مانگے عطا کرنے والے! اور محنتوں کا صلہ دینے والے! تو ہی ہے جو مجھ پر رحم کرے پس اپنی ایسی رحمت خاص سے مجھ کو حصہ دے جو تیرے سوا مجھے ہر قسم کی رحمت سے مستغنی کر دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 144-145)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

طاہر محمود کلّا۔سانکٹ گالن، سوئٹزرلینڈ

پیاری امی زینب اختر مرحومہ اہلیہ چوہدری محمد یعقوب کلّا

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَيَجْعَلِ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْعُلْيَاءُ مَثْوَاهُ

چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خُدا کے سامنے

ماں اس جہاں میں خُدا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ مائیں تو سب کی اچھی ہی ہوتی ہیں مگر خاکسار جس عظیم ہستی کے تعلق میں یہ چند پیاری یادیں تحریر کر رہا ہے وہ میری ماں و مُشفق مربی ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین منتظمہ بھی تھیں جنہوں نے نہ صرف خود مطالعہ و بعد از تحقیق احمدیّت قبول کرنے کی سعادت پائی بلکہ اپنی ساری اولاد کی مثالی تربیّت کے ذریعے نظام جماعت کی اطاعت اور بانی جماعت و خلفاء سلسلہ کی محبت کُوٹ کُوٹ کر ہمارے دلوں میں بھر دی۔

ہماری والدہ زینب اختر صاحبہ کی پیدائش مارچ 1938ء بمقام کالووالی (نزد شاہ تاج شوگر ملز، منڈی بہاؤ الدین) میں ہوئی۔ آپ کے والد مولوی نور احمد صاحب (مولوی فاضل +حکیم) اور دادا زبدۃ الحکما میاں غلام رسول صاحب کا تعلق ایسے مذہبی گھرانے سے تھا جو دیگر دنیاوی علوم کے ساتھ حکمت کے شعبہ سے بھی گہرا شغف رکھتے تھے۔ امی جان نے باقاعدہ نصابی تعلیم کسی مدرسہ یا سکول سے تو نہ پائی مگر اُس زمانہ کے مروّجہ طریق کے مطابق گھر پر ہی تھوڑی بہت عربی اور اُردو سیکھی۔ چونکہ مطالعہ کتب کا شوق بچپن سے ہی تھا لہٰذا اس بنا پر اُردو زبان بڑی روانی سے پڑھ لکھ لیتی تھیں۔

ہمارے حقیقی نانا و نانی جان تو احمدی نہ تھے مگر ہماری والدہ کے تایا مکرم صوبیدار عبدالغنی صاحب نے دورانِ ملازمت احمدیّت قبول کرنے کا شرف پایا جن کا شمار تحریکِ جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں ہے۔ اپنے تایا جان کی پُرحکمت باتوں و اندازِ تبلیغ سے متاثر ہو کر سلسلہ احمدیّت کے بنیادی لٹریچر کے مطالعہ کے بعد مزید تسلّی کی خاطر آپ اپنے تایا جان کے ہمراہ 1951ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ربوہ گئیں تو وہاں جلسہ کے ماحول سے متاثر ہو کر بیعت کرنے کا فیصلہ کیا۔ امی جان بڑے اشتیاق سے ذکر کرتیں کہ ضلع گجرات کی مستورات سے ملاقات کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مٹی کے کچے مکان کی چھت تلے ''پرالی'' پر تشریف فرما تھے۔ دورانِ ملاقات حضورؓ کے نورانی چہرہ کو دیکھتے ہی امی جان نے بلا تعامل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر عین عالم جوانی میں بیعت کا شرف پایا جس کے بعد گویا آپ کی زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ جماعتی کتب کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے آپ نے دینی وفقہی مسائل سے مزید آگاہی حاصل کی۔

بیعت کے دو سال بعد آپ کے تایا جان کے ایک مخلص احمدی دوست و علاقہ کی باأثر شخصیت چوھدری خوشی محمد کلّا صاحب موضع مونگ کی سچی خواب کی بنا پر اُن کے بیٹے محمد یعقوب کلّا صاحب سے آپ کا رشتہ طے پایا اور یوں ہمارے والدین ستمبر 1953ء میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ شادی کے بعد مونگ آکر زمیندارا ماحول، سماجی مصروفیات و گھریلو ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ آپ نے صدر جماعت محترم سیدحیدر شاہ صاحب سے بہت تھوڑے عرصہ میں قرآن مجید کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ سیکھا۔ اپنے تایا جان، اپنے خسر محترم اور شاہ صاحب سے فیض پانے کی بدولت امی جان ان تینوں بزرگوں کے احسانات کا تذکرہ ہمیشہ انتہائی تعظیم سے کرتیں اور زندگی بھر ان کے لئے دُعا گو رہیں۔ نماز فجر کے بعد روزانہ تلاوت قرآن کریم آپ کی پختہ عادت تھی نیز دوسروں کو قرآن کریم پڑھانا اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو سمجھنا و سمجھانا آپ کا خاص شغف تھا۔

مسجد احمدیہ مونگ کے نزدیکی اور ہمارے محلہ اور اس سے ملحقہ گھروں کی بچیّوں کی اکثریّت اور بعض گھروں کی دو نسلوں نے بھی بلا تفریق مسلک آپ سے قرآن کریم پڑھا۔ اسی طرح آپ نے اپنے اکثر سُسرالی عزیزوں اور ان کے بچوّں کو بھی قرآن کریم پڑھایا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن ولڑکپن میں نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد مسجد سے گھر آنے پر سب سے پہلے امی جان کے ہاتھ کا ''دھوڑکا'' (مکھن و پنیر سمیت گاڑھی لسّی) پینے کو ملتا جس کی چاشنی و لذّت کا احساس آج تک ہے۔ پھر ہم سب بھائی بہنوں کو امی جان قرآن مجید پڑھاتیں۔ بعد ازاں ناشتہ وسکول روانگی کے ساتھ ہی دیگر احمدی وغیر احمدی بچے یسرناالقرآن و قرآن مجید پڑھنے کے لئے آنا شروع ہو جاتے۔ عمر کے آخری حصہ میں قوتِ بینائی کمزور پڑنے کے باوجود ٹی وی پر یا کسی سے تلاوتِ قرآن کریم سننے پر ساتھ ساتھ خود ہی بغیر دیکھے بڑی روانی سے ترجمہ کرتی جاتیں تاکہ ساتھ دوسرے سننے والوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ امی جان کو قرآنی تعلیم سے گویا عشق تھا۔

آپ اوائل عمری سے ہی نماز پنجگانہ ادا کرنے والی اور جوانی کی عمر سے ہی تہجد گزار تھیں۔ عمومی طور پر شفیق ماں مگر اولاد کی تعلیم و تربیت کے ضمن میں بوقتِ ضرورت اُستانی نما سخت منتظمہ تھیں۔ جیسا کہ ہمارے گھر میں فجر کی اذان ہوتے ہی سب افرادِ خانہ کے بستر لپیٹ کر ایک طرف سنبھال دینا ایک مروّجہ طریق رہا تاکہ مرد و بچے بروقت مسجد پہنچیں اور خواتین گھر میں ہی نمازِ فجر کی ادائیگی و تلاوتِ قرآن کریم کے فوراً بعد اپنے اپنے کام بروقت سمیٹ سکیں۔

ہمارے والد صاحب کی تعیناتی بسلسلہ ملازمت اکثر و بیشتر اپنے آبائی علاقہ سے بہت دور رہی، کبھی مشرقی پاکستان، کبھی سندھ تو کبھی صوبہ سرحد میں اور بعد ازاں بحرین وسعودی عرب میں بھی مقیم رہے۔ اس سارے عرصہ میں مشترکہ خاندانی نظام کے تحت امی جان نے اپنی اولاد کی بہترین پرورش کی نیز دینی و دنیاوی اعتبار سے اولاد کی مثالی تربیّت کے ساتھ ساتھ بفضلہٖ تعالیٰ اپنی ساری اولاد کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے بھی آراستہ کیا۔ اس سارے عرصہ کے دوران امی جان اور ہمیں ہمارے دادا جان کی سرپرستی وشفقت بھی حاصل رہی۔ دونوں میں یہ قدر مشترک تھی کہ دونوں نے از خود مطالعہ و تحقیق کر کے احمدیّت قبول کرنے کی سعادت پائی تھی۔ دونوں ہی تعلیم کے خواہاں، اعتدال پسند و عمدہ اخلاق کے مالک اور صائب الرائے وجود تھے۔

آج سے تقریباً نصف صدی قبل جب ہمارے اضلاع کے دیہاتی لوگ لڑکیوں کو سکول و کالج بھیجنا معیوب سمجھتے تھے، ایسے مشکل دور اور نامساعد حالات میں بھی امی جان تعلیم نسواں کے حق میں تھیں اور اسی مقصد کے تحت عارضی طور پر ربوہ میں رہائش اختیار کر کے بیٹیوں کو نصرت گرلز ہائی سکول میں داخل کرایا بغرض حصولِ تعلیم۔ ربوہ منتقل ہونے کی بنا پر ہمارا آبائی گھر خالی تھا۔ خدائی تقدیر کے عین مطابق اسی عرصہ میں غالباً 1979ء یا 1980ء کے موسم گرما میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ کی سربراہی میں مرکزی وفد کی آمد پر جماعت احمدیہ مونگ میں ایک بہت بڑی مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔ جس میں احمدی احباب سمیت علاقہ بھر سے غیر احمدی شرفا کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مجلس سوال جواب کے لئے پنڈال تو مکرم راجہ بہادر خاں صاحب کے احاطہ میں تھا مگر ہمارا گھر خالی و کشادہ ہونے کی بنا پر مہمانانِ گرامی و شرکائے مجلس کے قیام و طعام کی خدمت کی سعادت ہمارے حصّہ میں آئی۔ اس موقع پر ہم خاص طور پر ربوہ سے مونگ پہنچے تھے اور گھر کی صفائی و دیگر انتظامات امی جان کی ہدایات کے تحت سرانجام پائے۔

امی جان نے سلسلہ کی اکثر کُتب پڑھ رکھی تھیں۔ جماعتی اخبار و رسائل کا مطالعہ تو اُن کا روزمرّہ کا معمول تھا۔ آپ کی یادداشت بہُت اچھی تھی، تبلیغ کی غرض سے کئی قرآنی آیات و احادیث آپ کو ازبر تھیں دُرِّثمین، کلام محمود اور دُرِّعدن کے بہت سے اشعار آپ کو زبانی یاد تھے جو کہ موقع کی مناسبت سے برمحل سناتیں۔ حکیمانہ نسخے تو خاندانی وراثت کے طور پر آپ کا اثاثہ تھے ہی۔ دیگر عزیزوں سمیت اپنی اور بچوّں کی چھوٹی موٹی بیماریوں کا علاج گھر پر ہی کرلیتیں، خال خال ہی ڈاکٹر کے ہاں جانا ہوتا۔ امی جان پہلے لجنہ اماء اللہ مونگ کی سالہا سال تک سیکریٹری مال رہیں اور بعد ازاں آپ کو لمبے عرصہ تک بطور صدر لجنہ اماء اللہ خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ تربیّتِ اولاد کی غرض سے ''تشحیذ الاذہان'' اور ''مصباح'' مستقلاً گھر لگوا رکھے تھے۔ جماعتی کتب بھی وقتاً فوقتاً خریدی جاتیں اور روزنامہ الفضل مسجد سے لاکر پڑھنے کے بعد واپس کر دیا جاتا۔ شروع سے ہی ہمارے گھر میں بڑے سائز کی ڈش انٹینا کے ذریعے ایم۔ٹی۔اے کی نشریات باقاعدگی سے دیکھی جاتیں۔ اس آسمانی مائدہ سے گھر کے افراد سمیت دیگر غیر احمدی عزیز و اقارب بھی کبھی کبھی مُستفید ہوتے رہتے۔ جب تک جلسہ سالانہ پاکستان کا انعقاد ہوتا رہا، امی جان سمیت ہم لوگ اکثر جلسہ میں شرکت کرتے۔ 2006ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں امی جان کوشمولیّت کی سعادت نصیب ہوئی، جہاں آپ کو مقامات مقدسہ دیکھنے اور بیت الدّعا میں خصوصی طور پر دُعا کے مواقع بھی ملے۔

1995ء تا 1997ء تقریباً دو تین سال میری اور میرے اہل و عیال کی خوش قسمتی رہی کہ یہاں سوئٹزرلینڈ میں ہمیں والدین کے ساتھ رہنے کا موقع میسر رہا۔ اس دوران بچوّں کو اپنی دادی جان سے اُردو زبان

اور قرآن مجید پڑھنے کا بھی موقع ملا۔ 1997ء میں میرے والدین واپس پاکستان تشریف لے گئے۔

2012ء میں پاکستان سے برطانیہ آمد اور جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت پر امی جان بہت خوش تھیں کہ عرصۂ دراز بعد خلیفۂ وقت کا دیدار نصیب ہوا۔ 2012ء تا 2019ء آپ اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ سوئٹزر لینڈ میں مقیم رہیں۔ ایک مرتبہ یوم مصلح موعودؓ میں شرکت کے لئے مسجد نور جانے کی غرض سے ہم روانہ ہوئے ہی تھے کہ میری نظر پڑی کہ امی جان نے سبز رنگ کی شنیل کے نسبتاً پرانے کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ میں نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا کہ اوپر کمرے میں جا کر بہتر کپڑے بدل لیں تو اُن کا جواب سُن کر ہم سب ششدر رہ گئے کہ آپ کس حد تک جماعتی روایات کا خیال رکھتی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ جماعتی روایت کے تحت بطور صدر لجنہ اپنے سمیت دیگر لجنہ و ناصرات نے اُسی سبز رنگ کے کپڑے بطور خاص یومِ مصلح موعودؓ کی مناسبت سے پاکستان میں بنوائے تھے جو کہ وہ ہر سال اس موقع پر پہنتیں، کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے لئے سبز رنگ کے اشتہار کا انتخاب فرمایا تھا۔ سو اسی مناسبت سے امی جان نے وہ سبز رنگ کے کپڑوں کا جوڑا بنوا رکھا تھا۔ آپ نماز جمعہ و جماعتی اجلاسات میں باقاعدگی سے حاضر ہوتیں۔ جماعتی عہدیداران و مرکزی نمائندگان کی رہائش و کھانے کا انتظام بڑے سلیقے سے کرواتیں نیز گھر آئے مہمان کی خاطر مدارت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتیں۔

امی جان ایک خلیق و نیک بخت اور دعا گو وجود تھیں۔ پاکیزگی و صفائی کا خاص خیال رکھنے والی، دیندار، انتہا درجہ کی سلیقہ شعار، ماہِ رمضان کے روزوں کی پابند حتیٰ کہ ماہِ شوال کے چھ روزے بھی اہتمام سے رکھتیں۔ دورانِ رمضان آپ کو قرآنِ مجید کے کئی دَور کرنا نصیب ہوتے۔ صدقہ وخیرات اور چندہ جات کی بروقت ادائیگی کرتیں اور بسااوقات چندہ کی رقم بچوّں کے ہاتھ سے سیکریٹری مال کو دلواتیں تا کہ بچوّں میں بھی مالی قربانی کی اہمیت اُجاگر ہو۔ وقت کی پابندی کرنے والی تھیں۔ پُر پیچ گفتگو و جھوٹ سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ صاف سیدھی اور دوٹوک بات کرتیں۔ اکثر کہتیں کہ کبر وجھوٹ کو کبھی پھل نہیں لگتا بلکہ عاجزی اور سچ کو ہی ہمیشہ پھل لگتا ہے۔ اکٹھے ہونے کے موقع پر ہمیں اور اپنے نواسے نواسیوں و پوتے پوتیوں کو اپنی زندگی کے تجربات اور قبولِ احمدیت اور اس کے اثمار بہت دلکش انداز میں بیان کرتیں۔

امی جان کی بہت ہی پیاری عادت تھی کہ کھانا بہت آرام سے ٹھہر ٹھہر کر تناوُل کرتیں اور نماز تو انتہائی سکون اور خشوع وخضوع سے ادا کرتیں اور دورانِ نماز خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ گڑ گڑا کر دعائیں کرتیں۔ آپ انتہائی زیرک و معاملہ فہم خاتون تھیں جو کہ امورِ خانہ داری کے علاوہ دینی و دنیاوی امور سے بھی بخوبی آگاہی رکھتی تھیں۔ ہمسائیوں وعزیزوں کے چھوٹے موٹے گھریلو جھگڑوں میں صلح صفائی و لین دین کے معاملات انصاف کے تقاضوں کے مطابق نمٹانا بھی آپ کا خاص وصف تھا۔

امی جان کا اپنے غیر احمدی میکہ والے تقریباً سبھی رشتہ داروں اور اُن کی اولاد سے بہت ہی پیار کا تعلق رہا۔ اُن میں سے بعض کی آپ فیاضانہ طریق پر مالی مدد کرتیں۔ چند ایک کو بغرضِ روزگار آپ نے مالی انتظام کر کے مشرقِ وسطی اور یورپی ممالک میں بھی بھجوایا۔ اسی طرح آپ نے اپنی تمام قیمتی وراثتی جائیداد اپنے غیر احمدی بھتیجوں کو تحفۃً ہبہ کر دی۔ وہ سب عزیز بھی آپ سے بے حد عزت و پیار سے پیش آتے۔ غیر احمدی عزیزوں سے اس قدر قربت کے تعلقات اور ان میں سے کئی کی خواہش و اظہار کے باوجود امی جان کو ہرگز یہ گوارہ نہ تھا کہ آپ کی اولاد میں سے کسی کا رشتہ غیر از جماعت رشتہ داروں میں طے پائے۔ اپنے رکھ رکھاؤ، سلیقہ، بصیرت و دیانت کی بدولت عزیز و اقارب اور جاننے والوں میں آپ کا ایک خاص مقام و احترام تھا اور ایسے ہی اوصاف کی بنا پر اپنے گھروں میں آپ مکمل با اختیار تھیں۔

امی جان گوناگوں صفات کی مالک تھیں۔ محبتِ الٰہی، عشقِ رسول ﷺ، احمدیت کی سچی عاشق اور حضرت مسیح موعودؑ و خلافتِ احمدیہ سے دِلی محبت و عقیدت رکھنے والی متقی و پرہیز گار وجود تھیں۔ احمدیت کے معاملہ میں انتہائی غیور اور دلیل کے ساتھ بات کرنے والی داعی الی اللہ۔ ''اوّل خویش بعد درویش'' کے مصداق اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور اپنے زیر اثر خواتین کو تبلیغ احمدیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ احمدی وغیر احمدی عزیز بلا تفریق بھی اپنے نومولود بچوّں کے نام بڑی چاہت کے ساتھ آپ سے تجویز کرواتے۔ آپ ہر ایک سے خدا ترسی، تواضع، سادگی رحمت و شفقت سے پیش آتیں۔ مالی تحریکات میں شمولیت و قرآنی تعلیم ''اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى'' کے تحت بلا تفریق مسلک اپنے قریبی رشتہ داروں اور جاننے والوں کی خبرگیری سے کبھی لاپرواہ نہ رہتیں۔ اپنے مالی وسائل میں رہتے ہوئے محتاج وضرورت مند کی مالی معاونت ضرور کرتیں۔ گویا حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا خیال رکھتیں۔

امی جان کی اسی قسم کی خوبیوں کی گواہی اپنے اور غیر نہ صرف آپ کی زندگی میں دیتے رہے بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی احمدی وغیر احمدی عزیز، برادری کے رشتہ دار، محلے دار اور آپ کی جوانی کی عمر کی سہیلیاں اور دوسرے جاننے والے بھی دیتے ہیں۔ آپ کی وفات پر تعزیت کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہا جن میں سے خواتین کی بھاری تعداد آپ کے بھلائی کے کاموں کے ضمن میں آپ کا ذکر خیر میری ہمشیرگان و اہلیہ سے کرتی رہیں۔ اکثریت نے بتایا کہ انہوں نے زینب اختر صاحبہ سے قرآن مجید پڑھا۔ کسی نے امور خانہ داری کے تعلق میں اُن سے کچھ سیکھا، کسی نے اُن سے کڑھائی، سلائی یا سلیقہ مندی کا کوئی اور ہنر اُن سے سیکھا، تو کسی نے بوقتِ ضرورت اُن سے مالی مدد پائی، تو کسی نے تھوڑی بہت دنیاوی تعلیم پائی۔ غرض بلا تفریق کسی نہ کسی رنگ میں اپنے جاننے والوں کے لئے امی جان ایک نافع النّاس وجود تھیں۔

میں جب بھی خیریت دریافت کرنے کے لئے امی جان کو فون کرتا تو اپنا احوال بتانے یا بیماری کی تشویش کے اظہار کی بجائے میرے بیوی بچوّں سمیت دوسرے بھائی بہنوں کا حال پوچھ کر تسلی پانے کے بعد اپنی صحت کے ضمن میں صرف اتنا کہتیں کہ اللہ کا بڑا فضل ہے شکر ہے بس شوگر کا لیول تھوڑا سا زیادہ ہے۔ غرض ہر حال میں اللہ کی شکرگزاری کا اظہار کرتیں۔ جب تک گاؤں میں ٹیلیفون کی سہولت نہ تھی تو مسلسل خط لکھتیں۔ خط کے آغاز میں دیگر دعاؤں کے علاوہ یہ دعا خصوصیت و تواتر سے لکھتیں کہ ''تمہیں اللہ دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال کرے اور اپنے غیب سے حلال و پاکیزہ رزق عطا کرے۔'' اپنی والدہ کی ایسی دعاؤں ہی کی قبولیت کے اثمار ہم سمیٹ اور کھا رہے ہیں۔ والدین کے ہمراہ مجھے سوئٹزرلینڈ و یورپ سمیت پاکستان میں بھی سفر کے بہت مواقع میسر رہے۔ وہ سارے سفر میری یادوں کا دلکش سرمایہ ہیں۔ دوران سفر امی جان کے بیان کردہ واقعات و باتوں کا ہر ہر لفظ وفقرہ اسلام و جماعت احمدیہ سے محبت و وفا کا عکاس ہوتا۔

امی جان کا اصرار تھا کہ زندگی کے آخری چند ماہ و سال وہ اپنے گھر مونگ میں بسر کرنا چاہتی ہیں۔ اُن کی خواہش و اصرار کے پیشِ نظر 2019ء سے یعنی تقریباً تین سال سے آپ کا قیام پاکستان میں تھا۔ اسی طرح ہمارے ماموں کے بچوّں کو بھی امی جان کی خدمت کا موقع ملا اور وقتاً فوقتاً ہم سارے بھائی بہنوں کو بھی پاکستان میں امی جان کے پاس رہ کر اُن کے علاج معالجہ و خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ باوجود اپنی بیماری و تکلیف کے ایوب بھائی جان بھی مئی جون میں چند ہفتے پاکستان رہ کر امی جان کی خدمت بجالاتے رہے۔ اسی طرح چھوٹے بھائی عزیزم ناصر محمود اور ہماری ہمشیرگان بھی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔

سال 2022ء کے آغاز پر جنوری کے پہلے ہفتے میں امی جان کو فالج کا حملہ ہوا۔ چند منٹ کے اندر ہی فوری طبی امداد و مناسب علاج کی سہولت میسر آنے پر آپ کی طبیعت سنبھلنے لگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ہفتوں کے اندر ''واکر'' کی مدد سے چلنے لگیں اور تیزی سے صحت یاب ہو رہی تھیں کہ ایک دن بغیر واکر کی مدد کے صحن میں چہل قدمی کرتے ہوتے بہت خوش تھیں کہ اللہ نے فضل کیا ہے۔ شکرِ خداوندی بجالاتے ہوئے خوشی سے آپ کا چہرا کھل اُٹھا۔ اُس دن میں نے شاید اپنی پیاری والدہ کے چہرے پر آخری خوشی کی گلابی لہر محسوس کی۔ پچھلے دو سال میں خوش قسمتی سے مجھے بمع اہلیہ پاکستان امی جان کے پاس رہنے کا نسبتاً زیادہ موقع میسر رہا۔ میرا مشاہدہ رہا کہ باوجود ضعیف العمری و بیماری کے آپ نماز کی ادائیگی میں سُستی نہ کرتیں۔ مزاج پرسی و تیمارداری کے لئے آنے والوں کے لئے چائے پانی کا انتظام، اسی طرح کام کرنے والی عورتوں سمیت کچھ محتاجوں کی طرف توجہ دلا کر مالی مدد کرواتیں۔

سال 2022ء رمضان کے آخری عشرہ میں مجھے مجبوراً چند دنوں کے لئے سوئٹزرلینڈ آنا پڑا۔ روانہ ہوتے وقت میں نے ایک معقول رقم اخراجات کی غرض سے امی جان کو پیش کی۔ تقریباً روزانہ ہی فون پر رابطہ ہوتا۔ اتفاق سے عید الفطر والے دن تو بات نہ ہو سکی مگر اگلے دن بات ہونے پر بتایا کہ ہفتہ بھر قبل والی رقم تو میرے گھر سے روانہ ہونے کے فوراً بعد ہی سیکریٹری مال کو گھر بُلوا کر امی جان نے اپنے تمام چندہ جات، فدیہ، فطرانہ وصدقہ کی مد میں ساری رقم ادا کر کے اطمینانِ قلب پایا۔ چند دنوں بعد خاکسار کے مونگ پاکستان پہنچنے پر توجہ دلا کر عید الاضحیٰ سے قبل ہی اپنے نام سے قربانی کے جانور کا انتظام کروایا۔

جون کے آخری دنوں میں بظاہر تو آپ کی حالت قدرے بہتر نظر آتی تھی مگر بوجہ ذیابیطس کے مرض کے اندر ہی اندر گردے بہت حد تک متاثر ہو رہے تھے۔ منڈی بہاؤالدین میں ہی کئی قسم کے

بقیہ صفحہ 13 پر

مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

جماعت احمدیہ گیمبیا کی خدمت خلق کی بعض جھلکیاں

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسم ہمیں راہم

یعنی میرا مقصد ومطلوب و تمنا مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔ یہی میرا کام ہے۔ یہی میرا ایمان ہے۔ یہی میری عادت ہے۔ یہی میرا طریقہ کار ہے۔

اپنے بانی مبانی کے اسی مقصدِ حیات کو لے کر آگے چلتی ہوئی جماعت احمدیہ گیمبیا کی خدمت انسانیت کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

گزشتہ سال 2022ء میں بارشوں کے موسم میں ماہ جولائی میں معمول سے زیادہ بارشیں ہونے اور ملک کے دارالخلافہ بانجل / کومبو میں بعض جگہوں پر پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے اکثر علاقوں میں سیلاب کی صورتحال پیدا ہوگئی تھی اور گھروں اور سڑکوں پر پانی کھڑا ہوگیا تھا۔ جبکہ بہت سے گھروں کی چھتیں اور دیواریں گر گئی تھیں۔ رپورٹ کے مطابق اس سیلاب سے دو ہزار دو سو چھتیں فیمیلیز متاثر ہوئیں۔ لوگ عموماً غریب ہونے کے باعث گھروں کی تعمیر نو بغیر بیرونی امداد کے کرنے کے قابل نہ تھے۔ اس موقع پر ہیومینٹی فرسٹ گیمبیا کی جانب سے سیلاب متاثرین کی مدد کی گئی۔ جس امداد کو لے کر مکرم امیر صاحب گیمبیا خود تشریف لے گئے۔ اس امدادی سامان میں سیلاب زدگان کے ایک علاقہ جابنگ کے لئے چاولوں کے پچاس بیگ، بیس لیٹر کوکنگ آئل کے گیلن، پیاز کے بیگ، کپڑے اور نقدی شامل تھی۔

اس موقع پر میڈیا سے بات کرتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے کہا کہ مصیبت میں گھرے لوگوں کی مدد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور ہم یہی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ریجن کے ڈیزاسٹر مینیجمنٹ کے کوارڈینیٹر مکرم ماماڈو سیسے نے جماعت احمدیہ کا اس احسن قدم پر شکریہ ادا کیا۔ جابنگ کے الکالو مکرم جبریل کولی نے بھی جماعت کی اس امداد پر شکریہ ادا کیا اور متاثرین کی طرف سے جماعت کی خدمات کو سراہا۔

ماہ دسمبر 2022ء میں بانجل / کومبو کے ہی علاقہ میں تین مختلف گاؤں کیٹی، ویلینگارا اور سوکوٹا میں بیس گھروں میں آگ لگنے کی وجہ سے ان کا سارا سامان جل گیا اور اس حادثہ میں ایک سات سالہ بچہ کی موت بھی واقعہ ہوگئی۔ اس موقع پر ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے تینوں گھروں کی مدد کی گئی۔ جس میں چاولوں کے دس بیگ، کوکنگ آئل، پیاز کے بیگ اور نقدی شامل تھی۔

اس موقع پر بات کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے امیر مکرم بابا ایف تراولے نے کہا کہ ہیومینیٹی فرسٹ کے قیام کا مقصد ہی ضرورتمندوں اور غرباء کی مدد کرنا ہے تا کہ انسانیت کی خدمت کی جاسکے اور جماعت کی یہ تنظیم اب تک دنیا کے ساٹھ سے زیادہ ممالک میں قائم ہوچکی ہے جہاں پر دن رات یہ انسانیت کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ امیر صاحب نے مزید کہا کہ حکومت اکیلی سب کچھ نہیں کرسکتی۔ اس لئے ہمیں حکومت کا ہاتھ بٹانا ہوگا۔ تاہر ابتلاء سے ہم ایک دوسرے کی مدد کرکے نکل سکیں۔

ایک متاثرہ خاندان کے ایک فرد مکرم حاجی جالو نے امیر صاحب اور جماعت کا اس گراں قدر اور بروقت مدد کو بہت سراہا اور کہا کہ یہ مدد ہمیں ہماری زندگیوں میں بھرے دکھوں کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔

انسانیت کی خدمت کے ان واقعات کو نہ صرف حکومتی عہدیداران نے سراہا بلکہ ملکی اہم اخبارات نے ان واقعات کو اپنی شہ سرخیوں میں جگہ دی اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان ادنیٰ کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان کو پھل لگائے۔ آمین

بقیہ: زینب اختر مرحومہ ...... از صفحہ 12

ٹیسٹ و چیک اپ کے تحت آپ کے معالج سے آپ کا علاج معالجہ جاری رہا اور بعد ازاں سی۔ ایم۔ ایچ کھاریاں میں زیر علاج رہنے کے بعد امی جان بالآخر 3؍ جولائی 2022ء بروز اتوار کی صبح بعمر 84 سال اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

امی جان کی صلہ رحمی، غریب پروری سمیت بے شمار خوبیوں و دیگر اوصافِ حمیدہ کی بدولت آپ کی نمازِ جنازہ میں احمدی دوستوں کے علاوہ غیر احمدی عزیز و اقارب و دیگر غیر از جماعت احباب کی بھاری تعداد نے بھی شرکت کی۔ آپ کا جنازہ مؤرخہ 6؍ جولائی 2022ء بعد از نمازِ عصر ہمارے آبائی قبرستان میں مربی صاحب ضلع نے پڑھایا۔

آپ کی تدفین آپ کے شوہر کے پہلو میں ہوئی۔ بعد از تدفین امیر صاحب ضلع نے دُعا کروائی۔

آپ کے تین بیٹے مکرم محمد ایوب کلّا صاحب اور خاکسار طاہر محمود کلّا سوئٹزر لینڈ جبکہ مکرم ناصر محمود کلّا صاحب آسٹریا میں رہائش پذیر ہیں۔

اسی طرح آپ کی تین بیٹیاں مکرمہ فہمیدہ خانم صاحبہ زوجہ مکرم محفوظ احمد بُٹر صاحب، مکرمہ مبارکہ خانم صاحبہ زوجہ مکرم محمد ارشد کلّا صاحب (فیسٹا) جرمنی اور مکرمہ ناہید خانم صاحبہ زوجہ مکرم مدثر احمد ضیا کسانہ صاحب (کیلگری) کینیڈا میں مقیم ہیں۔ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں بفضلِ تعالیٰ سبھی کَثِیْرُالْعِیَال ہیں اور جماعت احمدیہ کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ’’درخت کے سایہ کی اہمیت اُس کے کٹنے کے بعد ہی پتہ چلتی ہے۔‘‘

اور یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ’’چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے‘‘

سچ ہے کہ امی جان کی وفات کے بعد اُن کے مُجسّم دعا گو وجود کی کمی کا اب شدّت سے احساس ہوتا ہے مگر ایسے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فرمودہ اس حدیث سے دل قرار پاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہوجاتے ہیں مگر تین عمل ختم نہیں ہوتے۔ اوّل صدقہ جاریہ، دوسرے ایسا علم جس سے فائدہ اُٹھایا جائے، تیسرے ایسی نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرے۔‘‘

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن صفحہ 577)

امی جان کے تعلق میں بہت پیاری پیاری یادوں و واقعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو کہ دل و دماغ اور ذہن میں نقش ہیں مگر مضمون کی طوالت کے پیشِ نظر محض چند یادیں ہی بغرضِ دعا پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ سے بے پایاں رحمت ومغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور انہیں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری امی جان کو اپنے پیاروں میں شامل فرما کر جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز ان کی نسلوں کو اپنے نیک بزرگوں کے پاک نمونوں کو اپنا کر اعمال صالح بجالاتے ہوئے بہترین احمدی بن کر مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مغفرت بے حساب ہو جائے
مرحمت لا جواب ہو جائے

وسیم احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن برازیل

سٹی کونسل پیٹروپولس (برازیل) میں اعزازی تقریب

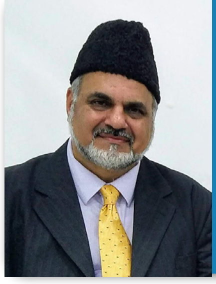

برازیل کے صوبہ ریو دی جائیرو کے شہر پیٹروپولس میں جماعت احمدیہ کا ہیڈ کواٹر ہے جہاں جماعت احمدیہ کی پہلی تاریخی مسجد ’’بیت الاول‘‘ کی تعمیر بھی کی گئی ہے۔ یہاں دیگر ایکٹیویٹیز کے علاوہ دیگر مذاہب کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھنے کے سلسلہ میں گاہے بگاہے مختلف پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہیومینیٹی فرسٹ برازیل کے تحت مختلف پراجیکٹس پر کام کرتے ہوئے بلاتفریق مذہب ورنگ ونسل انسانیت کی خدمت کے کاموں کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ

پیٹروپولس کی سٹی کونسل کی طرف سے ہر سال ایک اعزازی انعام ’’Personality of the Year‘‘ ایسے افراد کو دیا جاتا ہے جو شہر اور شہریوں کے لئے نمایاں خدمات بجالاتے ہیں یہ انتہائی مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ امسال ہمارے شہر Petrópolis کی کونسل نے خاکسار (وسیم احمد ظفر نیشنل صدر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل) کو شہر کے لئے نمایاں جماعتی خدمات کے اعتراف میں ’’Personality of the year‘‘ کا اعزاز دیا ہے۔ یہ پروقار تقریب مؤرخہ 21/ ستمبر 2022ء کو سٹی کونسل ہال میں منعقد ہوئی کونسل کے صدر جناب Hingo Hammes صاحب نے خود یہ اعزازی دستاویز خاکسار کو دی۔ اس تقریب میں دیگر کونسلرز۔ حاضرین اور اخباری نمائندے بھی موجود تھے خاکسار کو جب بلایا گیا تو صاحب سپیکر نے تفصیل سے خاکسار کا بہت اچھا تعارف کروایا اور بتایا کہ وسیم احمد ظفر پاکستانی ہیں اور جماعت احمدیہ برازیل کے صدر ہیں انہوں نے اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کی ہوئی ہے نیز جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں جو کام ہو رہے ہیں ان کا بھی کچھ ذکر کیا خاص طور پر انہوں نے جماعت کی مسجد کا ذکر کیا کہ 2014ء میں ان (وسیم احمد ظفر) کے ذریعہ اس علاقہ کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی ہے جو اس شہر پیٹروپولس میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ جناب صدر کونسل نے بھی اپنی تقریر میں جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ کس طرح جماعت احمدیہ ضرورت پڑنے پر اپنی خدمات پیش کرتی رہتی ہے جن کا بہت سے لوگوں کو علم بھی نہیں انہوں نے بتایا کہ سب کونسلرز نے متفقہ طور پر یہ اعزاز دینے کا فیصلہ کیا ہے ایک اور کونسلر جناب Mauro Peralta نے بھی اس موقع پر اپنے بھرپور جذبات کا اظہار کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا اور بتایا کہ اسلام کا خدا وہی ہے جو سب کا ہے اور اسلام محبت اور پیار کا مذہب ہے انہوں نے سب حاضرین کو بتایا کہ جب ہم مشن ہاوس وزٹ کے لئے گئے تو وہاں غریبوں کی امداد کے لئے خورد و نوش کے 100 پیکٹ تھے انہوں نے اس امید کا اظہار بھی کیا کہ جماعت اس خدمت کے کام کو جاری رکھے گی۔ اس موقع پر خاکسار نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر کونسلرز کا نیز بتایا کہ ہمارے پاس ایک روحانی لیڈر ہے جسے ہم خلیفہ کہتے ہیں اور جن کی راہنمائی میں کام کرتے ہیں اسی طرح ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت بھی جہاں موقع ملتا ہے خدمت کے کام کرتے رہتے ہیں اس موقع پر خاکسار نے اپنی اہلیہ اور باقی فیملی ممبران کا بھی شکریہ ادا کیا جن کا تعاون ہمیشہ ساتھ رہا۔ خاکسار نے بتایا کہ اس اعزاز کے نتیجہ میں اب پہلے سے بڑھ کر خدمت کے کام کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

کونسل کا جو آفیشل ویب پیج ہے اس میں بھی فوٹو کے ساتھ یہ خبر دی گئی ہے اسی طرح تین اخباروں نے بھی اس کی کوریج دی۔ ایک اخبار نے فوٹو کے ساتھ بہت عمدہ اور تفصیلی خبر دی جس کا مکمل ترجمہ یہ ہے

’’وسیم احمد ظفر صدر جماعت احمدیہ برازیل کے متعلق جانئے

جن کو سٹی کونسل نے Personality of the year کے اعزاز سے نوازا ہے‘‘

یہ اعزاز ان کے لئے خاص ہے جو شہر کے لئے نمایاں کام کرتے ہیں

’’امام وسیم 1959ء میں پاکستان میں پیدا ہوئے جہاں سے جماعت کے مشنری کالج (جامعہ) سے سات سال کی پڑھائی کامیابی کے ساتھ مکمل کی پاکستان کے مختلف شہروں میں سروس کے بعد 1991ء میں انہیں گوئٹے مالا بھیجا گیا جہاں پر انہوں نے 3 سال تک جماعت کی خدمت کی جس کے بعد جماعت کے مشن پر انہیں برازیل بھیجا گیا جہاں وہ تا حال شاہی شہر پیٹروپولس میں بحیثیت صدر جماعت و مبلغ انچارج جماعت اور دوسرے لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں (برازیل آنے کے بعد) شروع میں ہی انہوں نے 1994ء میں جلسہ سالانہ کا آغاز کیا اس جلسہ سالانہ میں مذہبی۔سماجی و سیاسی افراد علمی و روحانی ترقی کے لئے جمع ہوتے ہیں یہ جلسہ جو آج تک کسی وقفہ کے بغیر منعقد ہو رہا ہے (سوائے 2020ء کے جو کووڈ کی وجہ سے منعقد نہیں ہوسکا) پیٹروپولس میں مذاہب کے آپس میں تعلقات اور باہمی گفتگو اور امن کے قیام کے لئے یہ جلسہ بہترین پلیٹ فارم ہے

2011ء میں وسیم یہاں (برازیل) میں ہیومینیٹی فرسٹ لیکر آئے جو جماعت احمدیہ کی انسانیت کی خدمت کے لئے ایک آرگنائزیشن ہے جو مختلف پراجیکٹس پر بلاتفریق مذہب۔ رنگ ونسل کے خدمت کر رہی ہے 2018ء میں ہیومینیٹی فرسٹ برازیل میں باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ ہوئی اور تب سے زیادہ وسیع اور بہتر رنگ میں برازیلین لوگوں کی خدمت کے کام ہو رہے ہیں۔

2014ء میں (وسیم کی کوششوں سے) اس علاقہ کی پہلی مسجد کی بنیاد رکھی گئی جس کا نام بیت الاول ہے اور جس کے دروازے دلچسپی رکھنے والوں۔ سیاحت کرنے والوں اور سب کے لئے کھلے ہیں۔ اس کے ساتھ 2018ء میں ہی دو زبانوں پر مشتمل جماعت کی ایک اخبار الھدی کا بھی اجراء کیا جس کے ذریعہ یہاں کے لوگوں کو مذہبی۔ روحانی اور تعلیمی معلومات دی جاتی ہیں۔

ان کاوشوں کے پیش نظر صدر جماعت احمدیہ امام وسیم احمد ظفر کو سٹی ہال میں Personality of the year کے اعزاز سے نوازا گیا ہے جو خود سٹی کونسل کے صدر جناب Hingo Hammes نے گزشتہ بدھ 21/ ستمبر کو پیش کیا۔

اس موقع پر پاکستانی (وسیم احمد ظفر) کو بہت تعجب ہوا جب انہیں اس اعزاز کے ملنے کی اطلاع دی گئی انہوں نے بتایا کہ ان کے لئے ایک بہت

خاکسار کو کونسل کی طرف سے اعزازی شیل

بڑا سرپرائز تھا جس کے بارہ میں سوچا بھی نہیں تھا ’’یہ انعام وصول کرنا میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس کی مجھے خوشی ہے اور اب اس کے نتیجہ میں مجھے پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو رہا ہے‘‘ وسیم نے بیان کیا:

آج کل وسیم پیٹروپولس شہر میں رہ رہے ہیں ان کے نزدیک یہ شہر جس نے ان کا خیر مقدم کیا ان کے مشن کے لئے بہترین جگہ ہے’’اس شہر کی اہمیت کے لئے یہ ایک وجہ ہی کافی ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ برازیل کا مرکز اور پہلی مسجد ہے یہ ایک ایسا شہر ہے جس میں بہت پیار کرنے والے اور ملنسار لوگ ہیں اس کے علاوہ یہاں ہمیں مکمل مذہبی آزادی محسوس ہوتی ہے۔‘‘

30 سال پر محیط مذہبی اور انسانی خدمات

امام وسیم نے اسلام اور احمدیت کی پرامن تعلیم کا پرچار کرتے ہوئے برازیل کے تمام (27) صوبوں کا وزٹ کیا ہے جو مغرب کے اسلام کے متعلق غلط تصور کے بالمقابل ایک جہاد ہے امام وسیم نے پہلے ہی برازیل کی تمام ریاستوں کا دورہ اسلام اور احمدیہ کے امن کے پیغام کو پہنچانے، مغرب میں مذہب کے گرد تعصب کے خلاف لڑنے اور حکومتوں اور میونسپل اداروں کے ساتھ شراکت داری میں مشترکہ بھلائی کے لیے انسانی ہمدردی کے منصوبے تیار کرنے کے مشن پر کیا ہے۔ اگلے سال صدر جماعت احمدیہ برازیل کو یہاں مذہبی اور انسانی خدمت کرتے 30 سال ہو جائیں گے۔

(Tribuna de Petropolis 23-09-2022)

اس تقریب کی رپورٹ یوٹیوب چینل پر بھی اپلوڈ کی گئی ہے۔

یقیناً جماعت کے مزید تعارف کے لئے یہ اعزاز کافی ممد و معاون ثابت ہو گا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور خلافت احمدیہ کی برکات کا ثمرہ ہے اور اصل اعزاز تو جماعت کا ہے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برازیل کے لئے یہ اعزاز بہت مبارک کرے اور ہمیں عاجزانہ راہوں پر چلتے ہوئے مزید کامیابیاں دیتا چلا جائے اور جلد یہاں کے لوگ بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آکر اپنے پیدا کرنے والے رب کو پہچان لیں۔ آمین ثم آمین

مرسلہ: چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

شکریہ احباب برائے قرار دادہائے تعزیت برشہادت شہدائے مہدی آباد برکینا فاسو

۱۱/ جنوری 2023ء کو برکینا فاسو کے ریجن ڈوری کی ایک جماعت مہدی آباد میں نماز عشاء کے وقت مسلح دہشت گرد آئے۔ یہ دہشت گرد، احباب جماعت کو قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ احمدیت چھوڑ دیں۔ جب کسی ایک بھی احمدی نے ایمان کی کمزوری نہ دکھائی اور احمدیت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا تو انہوں نے نو(9) انصار کو مسجد سے باہر نکالا اور آخری بار پھر موقع دیا کہ احمدیت سے انکار کر دیں۔ یہ پہاڑوں جیسا مضبوط ایمان رکھنے والے بہادر اور جری سپوت جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن وقت کے مسیح و مہدی کا انکار نہ کیا۔ چنانچہ اس پر ایک ایک کو بڑی بے دردی کے ساتھ گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳/ جنوری 2023ء میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’برکینا فاسو میں ہمارے نو(9) احمدی شہید کر دیئے گئے پرسوں، بڑا افسوس ناک واقعہ ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ! اور بڑے ظالمانہ طریقہ سے اُن کو شہید کیا گیا لیکن اُن کے ایمان کا امتحان بھی تھا اور جس پر وہ ثابت قدم رہے، یہ نہیں کہ اندھا دھند فائرنگ کر کے بلکہ ہر ایک کو بلا بلا کر شہید کیا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳/ جنوری 2023ء)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ ۲۰/ جنوری 2023ء میں ان شہداء کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’گزشتہ دنوں افریقہ کے براعظم کے ملک برکینا فاسو میں جو عشق و وفا اور اخلاص اور ایمان اور یقین سے پُر افراد جماعت نے جو نمونہ مجموعی طور پر دکھایا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اپنی مثال آپ ہے۔ جن کو موقع دیا گیا کہ مسیح موعود کی صداقت کا انکار کرو اور اس بات کو تسلیم کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آسمان سے اتریں گے تو ہم تمہاری جان بخشی کر دیتے ہیں۔ لیکن ان ایمان اور یقین سے پُر لوگوں نے جن کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط نظر آتا ہے جواب دیا کہ جان تو ایک دن جانی ہے آج نہیں تو کل اس کے بچانے کے لئے ہم اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔ جس سچائی کو ہم نے دیکھ لیا ہے اسے ہم چھوڑ نہیں سکتے اور یوں ایک کے بعد دوسرا اپنی جان قربان کرتا چلا گیا۔ ان کی عورتیں اور بچے بھی یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور کوئی واویلا کسی نے نہیں کیا۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے افریقہ میں بلکہ دنیائے احمدیت میں اپنی قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۲۰/ جنوری 2023ء)

اس دردناک واقعہ کے دکھ اور غم کو عالم احمدیت میں ہر طرف محسوس کیا گیا۔ ایک طرف یہ انتہائی تکلیف اور دکھ کی خبر تھی کہ اس قدر قیمتی جانوں کو دشمن نے اپنے ناپاک ارادے پورے کرنے کے لئے شہید کر دیا۔ اور دوسری طرف ان عظیم الشان وجودوں اور احمدیت کے ستاروں نے ایمان پر قائم رہ کر نہ صرف برکینا فاسو بلکہ پورے افریقہ کے ساتھ ساتھ عالم احمدیت کا سر بلند کر دیا کہ مسیح پاک کی جماعت میں کیسے کیسے جوانمرد پیدا ہو چکے ہیں جو ہر حالت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے فرض کو عمدگی سے نبھانا جانتے ہیں۔

اس موقع پر دنیا بھر کی جماعتوں اور افراد کی طرف سے مختلف ذرائع سے بے شمار تعزیت کے پیغامات موصول ہوئے۔ بعض نے تحریری قرار دادیں بھجوائیں تو کچھ احباب نے سوشل میڈیا، ای میلز کے ذریعہ اور بہت لوگوں نے فون کر کے تعزیت کی۔ نہ صرف ہیڈ کوارٹرز میں فون کالز کا تانتا بندھا رہا بلکہ مبلغین اور دوسرے واقفین کے عزیز واقارب اور دوست احباب اپنے اپنے تعلقات اور روابط سے جماعت کی خیریت معلوم کرنے اور شہداء کی فیملیز اور جماعت مہدی آباد کے لئے فکر مند نظر آئے۔ ہر پیغام میں ایک درد کا احساس تھا، ہر تعزیت نامہ دلی رنج کے ساتھ تحریر کیا گیا تھا۔ احباب وخواتین نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ ہمارے افریقی بھائی بعد میں آ کر عظیم الشان قربانی کر کے بہت آگے نکل گئے۔ وہ خدا کی نظر میں پسندیدہ ٹھہرے اور خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے چنیدہ بندوں میں شامل کر کے ہمیشہ کے لئے امر کر دیا۔ رہتی دنیا تک برکینا فاسو کے ان شہدوں کا تذکرہ وفا کی علامت کے طور پر کیا جاتا رہے گا۔

جماعت احمدیہ برکینا فاسو ایسی تمام جماعتوں، اداروں، تنظیموں اور افراد کی ممنون احسان ہے کہ مشکل کی اس گھڑی میں آنے والے ڈھارس کے پیغامات اور دعاؤں نے ہم سب کو حوصلہ دیا۔ تمام نام لکھنا ممکن نہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزا سے نوازے۔ تکلیف کی اس گھڑی میں جس طرح ہماری حوصلہ افزائی کی گئی وہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے۔ اظہار تشکر کے طور پر قرار داد بھجوانے والوں کے نام درج کئے جاتے ہیں:

1. وکالت تبشیر ربوہ، پاکستان
2. سیدنا بلال فنڈ کمیٹی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان
3. احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن برطانیہ
4. جماعت اسلامک احمدیہ بینن
5. جماعت احمدیہ ڈنمارک
6. جماعت اسلامک احمدیہ مالی
7. احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن ماریشس
8. احمدیہ مسلم جماعت نائجیریا
9. احمدیہ مسلم جماعت مراکش
10. احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون
11. احمدیہ مسلم مشن لائبیریا
12. انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی
13. لجنہ اماء اللہ پاکستان
14. مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ
15. مبلغ انچارج جماعت احمدیہ بینن
16. مبلغ انچارج نائجیریا
17. مبلغ انچارج سیرالیون
18. Community Awakening for Victims Assistance Burundy
19. PAAMA UK

علاوہ ازیں بے شمار لوگوں نے انفرادی حیثیت سے بھی تعزیت اور ہمدردی کے پیغامات بھجوائے کچھ نام درج ذیل ہیں:

1. امیر و مبلغ انچارج گھانا
2. امیر و مبلغ انچارج سینیگال
3. اسفند یار منیب صاحب نگران شعبہ تاریخ احمدیت
4. امیر ضلع اسلام آباد
5. نسیم احمد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ نائجیریا
6. ظہیر احمد جتوئی صاحب برطانیہ
7. سید سعید الحسن صاحب سیرالیون
8. مرزا شریف احمد صاحب گیمبیا
9. شیخ رفیق احمد طاہر صاحب برطانیہ
10. رانا سلطان احمد صاحب ربوہ
11. اسماعیل طاہر صاحب قادیان

اس دردناک موقع پر جماعت احمدیہ کے شعراء کرام نے بڑی محبت سے اس واقعہ کو اپنے دلی جذبات کے ذریعہ بیان کر کے ہمیشہ کے لئے تاریخ احمدیت میں محفوظ کر دیا ہے۔ بہت بڑی تعداد میں ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منظوم کلام کہا گیا۔ یہ سارا کلام آڈیو، ویڈیو اور تحریری کی شکل میں جمع کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے بہت سی نظمیں اور ترانے الفضل اور جماعتی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ سارا کلام اکٹھا بھی شائع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

ادارہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن ہمارے خصوصی شکریہ کا مستحق ہے جس نے مسلسل کئی پرچے سانحہ مہدی آباد کے حوالے سے شائع کر کے تاریخی خدمت سرانجام دی ہے۔ اسی طرح الفضل انٹرنیشنل نے کئی مضامین اور منظوم کلام اور دیگر مواد اس واقعہ پر شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اداروں کے تمام کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے۔

لواحقین شہداء مہدی آباد

ہم ممبران جماعت احمدیہ برکینا فاسو اور شہدائے مہدی آباد کے لواحقین، عالمگیر جماعت احمدیہ کے شکر گزار ہیں کہ اس مشکل گھڑی میں پوری جماعت دلی ہمدردی اور رنج کے ساتھ ہمارے شانہ بشانہ کھڑی رہی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جزائے خیر سے نوازے اور اجر عظیم عطا کرے۔ شہداء کے لواحقین اور ممبران جماعت احمدیہ مہدی آباد تا حال حالت ہجرت میں ہیں۔ فی الحال فوری طور پر مہدی آباد میں واپس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی راہنمائی اور شفقت سے مہدی آباد کی تمام جماعت کو ڈوری شہر میں منتقل کرنے اور ان کو وہاں بسانے کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔ ڈوری شہر میں جماعت احمدیہ کا ریجنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ جہاں ریڈیو اسلامک احمدیہ مسجد، سکول اور لائبریری وغیرہ موجود ہے۔ اس کے ساتھ جماعت کا ملکیتی پندرہ ایکٹرز رقبہ بھی موجود ہے۔ اس رقبہ پر مہدی آباد کی جماعت کی رہائش کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری پردہ پوشی فرمائے اور جماعت کی حفاظت کے سامان کرے۔ شہداء کے لواحقین کو صبر و ہمت عطا فرمائے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: رسول اللہؐ کی بعض خاص دعائیں...... از صفحہ 6

نہیں آتا میں ہی تھا جو لکھ کر دیا کرتا تھا۔ اس پر یہود نے اسے اور عزت دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی کسی خاص سازش کے لئے بھیجا گیا تھا اور مقصد یہود کے اس طائفہ کی طرح یہ تھا کہ صبح مسلمان ہو کر شام کو انکار کر دو تا کہ مسلمان بھی بدظن ہو کہ پھر جائیں چونکہ اب وہ شخص وحی الٰہی کو اپنی طرف منسوب کر رہا تھا اس لئے رسول کریم ﷺ نے حق و باطل کے لئے خدا تعالیٰ سے خاص نشان طلب کیا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو عبرت کا نشان بنا۔ یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ چنانچہ اسے دفن کر دیا گیا مگر خدا تعالیٰ نے اسے عبرت ناک نشان بنانا تھا۔ صبح ہوئی تو دنیا نے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھا کہ زمین نے اسے قبر سے نکال باہر پھینکا۔ عیسائی کہنے لگے کہ یہ کام محمد اور اس کے ساتھیوں کا ہے کہ اس شخص کے مرتد ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کی قبر کھود کر نعش نکال باہر پھینکی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے دوبارہ دفن کر دیا اور اس دفعہ قبر اتنی گہری کھودی جتنا وہ کھود سکتے تھے لیکن اگلی صبح پھر یہ عجیب ماجرا دیکھنے میں آیا کہ اس کی نعش زمین سے باہر پڑی تھی۔ عیسائیوں نے پھر وہی اعتراض دہرایا کہ یہ مسلمانوں کا کام ہے۔ چنانچہ اس دفعہ انہوں نے انتہائی گہرا گڑھا کھودا مگر زمین نے تیسری مرتبہ بھی اسے قبول نہ کیا اب عیسائیوں نے سمجھ لیا کہ یہ انسان کے ہاتھوں کا کام نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کی نعش کو دو چٹانوں کے درمیان رکھ کر اوپر پتھر پھینک دیئے۔ (مسلم کتاب المنافقین)

پس بہت ہی بدقسمت تھے وہ لوگ جن پر رسول خدا نے لعنت کی ہو اور ان کے خلاف بددعا کی ہو۔ یہ بات مدنظر رہے کہ رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ محبت اور رحمت اور شفقت کا عظیم ترین پیکر تھے۔ آپ کی دعائیں تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہیں لیکن جیسے آپ نے مجبور ہو کر تلوار اٹھائی اور دنیا کو ظالموں سے بچایا اسی طرح نوع انسانی ہی کے مفاد کے لئے کیں مگر پیار کا چشمہ کبھی سست نہیں پڑا۔ یہ بددعائیں اذن الٰہی سے تھیں ورنہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے آپ سے مشرکوں پر بددعا کرنے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا إِنِي لَم أُبعَث لَعاناً، وَلَكِن بُعِثتُ رَحمَةً میں دنیا میں لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (الادب المفرد باب لعن الکافر حدیث نمبر 321) کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صحابہ نے آپ سے کسی مخالف کے لئے بددعا کی درخواست کی تو آپ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ ایمان لے آیا جیسا کہ دوس قبیلہ۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الدعاء للمشرکین حدیث نمبر 2937)

لیکن جب اللہ کی طرف سے حکم ہوا تو آپ نے بددعا بھی کی۔ فرماتے ہیں: أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ، فَلَعَنْتُهُمْ (مسند ابن حنبل جلد 32 صفحہ 190 حدیث نمبر 19446) میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش پر دو دفعہ لعنت کروں سو میں نے لعنت کی۔

گویا کہ آنحضرت کی بددعا کا فعل بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم اور رضا کے تابع تھا جس طرح آنحضور کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ثانیہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور احکام باری کی اطاعت کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا لیکن آپ کی رحمت کا پہلو آپ کے خدا کی طرح آپ کے غضب پر ہمیشہ غالب رہا اور غضب کے چند قطروں کو رحمت کے اس سمندر سے کوئی بھی نسبت نہیں جس پر مزید موسلا دھار بارش آسمان سے پڑ رہی ہو اور زمین سے بے شمار دریاؤں کے دھارے اس میں داخل ہو رہے ہوں۔

لیکن اعتدال اور توازن آپ کی زندگی کا ایک خاص پہلو ہے۔ آپ کی پیش کردہ تعلیم کسی پہلو کی طرف جھکی ہوئی نہیں بلکہ عین فطرت انسانی اور قانون قدرت اور صفات الٰہیہ کے مطابق ہے۔ بہت ہی عظیم ہے اس کائنات کا خدا اور انسانوں میں سب سے اعلیٰ و برتر ہے محمد مصطفی ﷺ۔

ایک سبق آموز بات

ماحول آلودہ نہ کریں

ایک واقفہ نو کے سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو زیادہ درخت لگانے چاہییں۔ پھر گاڑی انتہائی ضرورت پر استعمال کریں یہ نہیں کہ سو گز دور برگر کی دکان پر جانے کے لئے گاڑی نکال لیں۔ ماحول کو آلودہ نہ کریں۔ Carbon Emissions کم کریں اور اس کے لیے درخت لگائیں۔ ہر واقفات نو کو سال میں کم از کم دس درخت لگانے چاہئیں......لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں کوشش کریں کہ Climate change اور greenhouse effect کے بڑے پرموٹر بن جائیں۔

(دورہ امریکہ 2022ء رپورٹ مکرم عبد الماجد طاہر قسط 17 صفحہ 5 الفضل آن لائن۔ لندن)

(مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

طلوع وغروب آفتاب

11/ مارچ 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:17	18:28
مدینہ منورہ	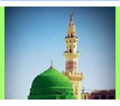	05:18	18:29
قادیان		05:23	18:33
ربوہ		05:03	18:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:57	18:00

فقہی کارنر

اسلام دوسری اقوام کا محسن ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اسلام ایسا مطہر مذہب ہے کہ کسی مذہب کے بانی کو بُرا نہیں کہنے دیتا۔ مگر دوسرے مذاہب والے جھٹ گالی دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ دیکھو! یہ عیسائی قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر گالیاں دیتی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زندہ ہوتے تو آپ کی دنیاوی عظمت کے خیال سے بھی یہ لوگ کوئی کلمہ زبان پر نہ لا سکتے بلکہ ہزار ہا درجہ تعظیم سے پیش آتے۔ امر کابل اور سلطان روم ایک ادنیٰ امتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اُن کو گالی نہیں دے سکتے۔ بے ادبی سے پیش نہیں آ سکتے۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جاوے، تو ہزاروں گالیاں سناتے ہیں۔ اسلام دوسری اقوام پر محسن ہے کہ ہر ایک نبی اور کتاب کو بَری کیا اور خود اسلام مظلوم ہے۔ اسلام کا مضمون لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔‘‘

(البدر جلد 1 نمبر 8 مؤرخہ 19/ دسمبر 1902ء صفحہ 59)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)